

THE HINDUSTANI ACADEMY.

Name of Book *فغانیہ*

Author *لالہ خدیجہ*

Publisher *دبیر لکھنؤ*

Section No. 926

Library No. 820/53

Date of Receipt

31-10-20

مضامین کا مجموعہ

یعنی

دیش بھگتوں کے سترج پیغمبر سراج پتہ بال گنگا و حرتناک مہاراج

ملکی و قومی مضامین کا مجموعہ

مرتبہ
لال چند داک

مصنف مترجم کلام فلکیاتیم فلکاتیم فلک - مستس فلک محس فلک آئینہ فلک بھرتی - ہری شکت
ترجمہ لال چند پید کر نیکا ڈھنگ خیالات کو کھلے آیت از جہات بات ۱۰ واجہائی ہندوستان کی کہانی وغیرہ

ویس پستکالہ لاہور

مطبعہ جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشو داس پرنٹر
دوسری مرتبہ چھپو کر شائع کیا

قیمت ۲۰

لو کہاتیرہ ملک عیالاج سے خطاب

نے ملک اچھل صدر برگ گلستانِ وطن بھیل باغِ وطن سر و خزانِ وطن
جو ہر کانِ وطن فخرِ محبتِ انِ وطن مرد میدانِ وطن شیرِ نیرِ وطن

ہند کے پیرِ جوان حوصلہ بھارت کے بیوت

تیرے چہرے سے ٹپکتا تھا جلالِ جبروت

حزبِ اور مسادات کا حامی تھا تو عاشقِ زندہ آزاد کلامی تھا تو
ساقیِ جامِ مئے جوشِ دوا می تھا تو انہیں اوصاف سے سنار میں نامی تھا تو

دل سے آزاد ہو بھارت کا رہا تو شیدا

کیلکار اور کچھڑے کے تو نے پیدا

حامی قوم تھا تو ملک کا حامی تھا تو صاحبِ ہمت ذی حوصلہ اک مرد تھا تو
جکو آنکھوں نے گھائیے ہیں وہ گرد تھا تو جبہ سولا کھنچا دیں ہوں وہ اک فرد تھا تو

تیری گوشش کا یہ بھارت میں نمایاں ہے اثر

قوم اور ملک کے شیدا نظر آتے ہیں بستر

خدمتِ قوم سے تو قوم کا محسنِ دوم بنا ملک کے ساتھ تھا تو لازم و ملزوم بنا
ظلم بہہ بہہ کے زمانے کے تو مظلوم بنا بیکناہی سے تو چری میں بھی مظلوم بنا

دیوئے سیدائیں ہر اک جزا اٹھایا تو نے

سرِ گردِ ظلم کے آگے نہ ہٹھکایا تو نے

جاکے خود قبل میں تھا جیل کے در کو بیٹ تھکڑی بیڑیوں کے آگے خطر کو بیٹ
ہمیت دار در سنِ خوجہ تیر کو بیٹ ظلم کے دیدہ بد و رعب اثر کو بیٹ

دریں بن باکی و جبر است کا پڑ پایا تو نے

شیرِ صدرِ ہند کی بیڑیوں کو بنا یا تو نے

ہند کو مژدہ سراج سنایا تو نے راگِ سیملن گورنٹ کا گایا تو نے

خواب غفلت سے ہے سو توں کو بچاؤ
راستہ چھوڑ دے ہر دوں کو بھیست یا توئے

لے کے کٹیر سے تاجکب قدیم دھکا

ہوم رول اور لبرٹی کا جو چکایا ڈھکا

بہشتی کو ہے غلامی سے چھڑایا توئے
جام آزاد کو ہے تہمت پہنچائی کہ بھایا توئے

درس یونیورسٹی کو لبرٹی کا سکھایا توئے
اہل ہندو کو آزاد بنایا توئے

گل آزاد خیال روپا بھارت میں کلکا

ہندوؤں کو دیا عورتوں کو راج پنا

جا کے انگلینڈ میں بھارت کا نیا پرچم
نکھدیا پنج و الم ظلم و ستم کا قہقہہ

کیونچ کر ہند کی حالت کا دکھایا القہر
اور سولہ کر ستمناؤ دادا اس کا

ہندو سولہ کے قابل پہنچا دیا توئے

کر کے ثابت بھی یہ ریختہ پڑھایا توئے

تو کھڑا رہا تھا طوفانِ یوں چھڑا کے طبع
نہ نہ تھا مگر یہ سب سے دھماکا توئے

ابجرام ہوتا تھا جو انوکھے نشانوں کی طرح
لہو کا تھا تو پیری میں جوانوں کی طرح

قول اپنے پھسیت میں ڈالتا رہتا تھا

میں کو دغا پہنچا کرتا رہتا تھا

آج جو راحت و آرام نظر آتے ہیں
سود و بہبود سے جو کام نظر آتے ہیں

خاتمہ پر غم و آلام نظر آتے ہیں
نہ نہ تھا کہ ہند کا انجام نظر آتے ہیں

جاننے آتے تھے جنہوں نے ہند کو

مانتے ہیں غریب و نادار ہند کو

ظلم کے نخل کو موت سے لگا کر ہٹا کر
جنگ میں شہید ہو کر لگا کر ہٹا کر

نہیں انک سے گھائے وطن کو ہٹا کر
دشمن سوار کے نوکروں سے فارغ ہو کر

بانہ ملک بچا تو تو چلا جاتا ہے

ہند کا سانس تیرے غم میں رکھا جاتا ہے
(نکاح)

مضامین

مہاجرات کی عظمت

دینی ملک مہاجر کے جس مضمون کا ترجمہ جو آپ نے ہمارے لیے کے مرثیہ جو بیت کیلئے تحریر فرمایا تھا
 آج قرصِ ہفت روزہ میں مہاجرات و مہاجر کے تمام مہاجرات کے شعراء میں سے اور کثیر ملک
 جس گزشتہ کے اس سہ پہر پانچ بجے ہو گا انہیں کیرتن کے نزاعوں کو نہایت عمل کیساتھ سر انجام
 دیتے ہیں اور گزشتہ مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 بہت سے نیکو ایلوئی نڈی کے گزشتہ کے ہر بار نہ صوبوں میں بچے پڑھوں کے نزدیک کیا
 طور پر عجیب و غریب ہر گزشتہ کے مہاجرات کی گزشتہ کے بار بار مہاجرات و مہاجر میں سے
 ہوتی ہے لیکن اس میں شریک نہیں کہ کوشش کے نقطہ خیال سے مہاجرات کی عظمت بہت بڑھی ہوئی
 ہے مگر اس میں لوگوں کو آگاہ کر دے کہ ان کے آگاہ کر دے کہ ان کے آگاہ کر دے کہ ان کے
 گزشتہ کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 میں موجود ہے مہاجر میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 سے دینار کا لقب ہے ان کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 لیتے تھے مہاجر میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 سے مستحق کیا جائے گا اس کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 اور ان کا جتنی وقت کسی شریک کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد
 ان کے ہر گزشتہ کے مہاجرات میں سے ایک گزشتہ ہے جو ہمالہ سے لیکر اس کے ارد گرد

کہ بھی آسان ہے سمجھ سکیں۔ اس پر ہر شخص نے تڑپ کر دیکھا۔ یہاں سے ہر شخص
 نہیں ہے یا منوہاراج یا گیکہ و گیکہ کی ستریں کی طرح محض دھرم جو بایا معمولی سمجھ کے لوگوں
 کے فہم اور اک سے بالا گرتھ نہیں ہے۔ جہا جہارت کا گرتھ تاریخ کے آدھار پر تصنیف کیا گیا
 ہے۔ سنکرت کے قدیم علم ادب میں اسے تاریخ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اب دنیا کے تاریخ
 دانوں اور سربراہوں کو بھی اس امر کا یقین ہو گیا ہے کہ جہا جہارت میں مذکور ہر شخص پر ہر شخص
 جیسیم۔ ارجن۔ شری کرشن۔ دیروہن وغیرہ ستیاں خیالی ستیاں نہیں بلکہ جیتے جاگتے رہ گئے
 ہمارے پرش تھے۔ دوا پر گیکہ کے خاتمہ پر کئی ٹپک کے آغاز سے پہلے یعنی جہارت درش کے ستر
 کمال سے زوال کی طرح قدم اٹھانے کے وقت ان جہاں پرشوں نے جہارت چھوڑ کر ہٹ کر
 تھا اور ان کے کارنامے اتنے دلاور انگیزہ سبت آؤز اور دلاوت ہیں کہ انشروں میں بھی
 محسوس ہوتا ہے کہ پرانا نے کئی ٹپک کے شرٹ میں ان جہاں پرشوں کو جان بوجھ کر اسی لئے
 پیدا کیا تھا کہ ان کے بعد جہارت درش کو چھوٹی اور بے کسی کا جزو نہ دیکھنا پڑے بلکہ اس میں
 جہارت باقی رہے کہ کارناموں کے خیال سے دھرم کو نہ چھوڑیں۔ یہ ستر ہی کے لئے خیال سے
 دیدیاس جی کا کلام رسیدا رہے۔ لیکن اسی کلام کے زبانی جو سیر سے جڑے ہوئے ہیں وہ
 چمک دیکھتے ہیں کہ کچھ کم نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ جہا جہارت کے جہاں پرشوں کے دھرم پرشوں سے
 ہندوئین کے فضل و زات اور سیر جہاں پرشوں کے لئے آتے ہیں۔ مختصر الفاظ میں کہا جائے تو
 جہا جہارت ایک لائق پوٹیکل گرتھ ہے جسے آریہ جہاں کے بڑے لائق جہا کوئی نہ اپنے درش
 رخصت کلام میں تصنیف کیا ہے اس میں جن جہاں پرشوں کا ذکر ہے وہ ہمارے قابل
 تعظیم بزرگ ہیں۔ انہی وجوہات سے یہ کئی گرتھ خرو و جزوی ہیں بڑا بڑا معلوم ہوتا ہے اور
 صدوروں سے شکوں میں ہمارا رہنا و رہنا بہت ہو اس سے دوسرے لکھوں میں بھی اس
 قسم کے گرتھ ہر گز شتمہ میں تصنیف ہو سکے ہونگے لیکن ہم لوگوں کو اپنے جہا جہارت
 میں جو یگانگت اور لگاؤ محسوس ہوتا ہے وہ کسی دوسری کتاب کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ دنیا
 میں جہا گیکہ ہی گنگا سے بھی بڑی کئی ندیاں ہیں لیکن جس نے آریہ جہاں میں جنم لیا ہے
 اس کے لئے گنگا سے بڑھ کر کوئی اور ندی پوتر نہیں ہو سکتی۔ یہی بات لکھو بحث کے بارے

میں بھی سمجھ لیجئے۔ اگرچہ آج اس آریہ بھومی میں آریہ دھرم کے علاوہ بہت سے دوسرے
 دھرم آہنچے ہیں جن کے سبب سامنے پیش کے لوگوں کے دماغ میں کچھ جہالت ہے۔ میں بہت کچھ
 اختلافات پیدا ہو گیا ہے۔ تاہم تجارت کے مختلف صورتوں میں آریہ دھرم کے ہر چاروں
 سماج اور سماجوں میں دھرم چاروں سے جن نیتی کے اصول اور جن طریقوں سے بندھی
 ہوئی ہیں وہ اصول۔ وہ تہذیب و تمدنی روح دھرم اور ان سب کی بنیاد پر تجارت میں موجود
 ہے۔ تجارت و پیش کے دکن کے دیوں کی درآمدی زبان کو اگر چھوڑ دیا جائے تو دیگر
 تمام صورتوں میں زبان کا اختلاف نہ تھا۔ تجارت کے زمانہ کے بعد میں پیدا ہوا ہے۔ یہ علم
 زبان کے تمام اہم روایوں کی رائے ہے۔ اگر کسی سوال کرے کہ چاروں تجارت گنہگاریت
 بندہ زہن نشین ہے لیکر جمالیہ تک ساری آریہ بھومی میں کیوں نہ آئے؟ ہندوؤں کے
 سماج تسلیم کیا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ پانڈروں کے زمانہ میں تجارت و پیش کے
 انتہائی عروج و کمال کا زمانہ تھا اسی وقت ویدک دھرمی تجارت باہر کے
 کھنڈ کے باہر طاقتور لوگوں سے واسطہ پڑنا تھا اور اس زمانہ کے تمام ہندو ممالک میں
 تجارت و پیش کو سب سے پہلی تہذیب حاصل تھا۔ اسی وقت کی راہنمائی دھرم۔ طرز عمل و طریق
 زندگی اور آدمی چاروںوں کے جیوں چہرے زوال یافتہ زمانہ میں اگر دیکھیں تو غشت و غفر
 کا باعث ہوئے ہیں تو سب کی کوئی بات ہے۔

اتھاس (تاریخ) تو گمان "دھرم" یعنی شاستروں میں جو کہا گیا ہے کہ دھرم ہر
 کام موکشہ۔ چتر و دھمی ہر شارتہ کو گمان سکھانے کی ہر گز توجہ نہ رکھتا ہے اس کا
 جس قدر بیان ہرھڑا ہے۔ تجارت بھومی میں چاروں طرف چونہ وسیع یا آریہ سماج
 چھین ہوا ہے۔ اگر اس گنتیہ کو اس کا جو آتما یا روح رواں کہا جائے تو کوئی عجیب
 بات نہ ہوگی بہم میں سے بہت لوگ اس کی طبیعت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ کان و اس
 سے لائن سنسکرت کے کوٹیشیر نے نہ شہر اس نے اپنی فیہرہ میں اور لائن فیہری کی
 لیاقت دکھانے کے لئے جن واقعات کو آتما نے کیا ہے۔ اس میں سے کئی ایک کا بیان
 اس رتن دھمی یعنی چاروںوں میں موجود ہے۔ شمالی ہند کے چاروںوں نے راجو تانہ

کے راجپوت بہادروں کی شہنشاہت جان کر نہ گئے تھے نہ لڑنے کی ہمت تھی مہاجرات
 کا اسرار لیا ہے۔ وہم شہنشاہ ریتی کے ماہر و ماہرین ہر مہم تھی اور ہر شہنشاہت
 وغیرہ کے اصولوں کے لئے پیمان اور وجہ ان کے ہر گھر کے لئے سے نکالے اور اس قدر
 گیارہوں نے بھی اسی سے روشنی حاصل کی ہے۔ حال مطلب یہ کہ اس گرتھ کو
 جو پانچواں دیکھا جاتا ہے وہ بالکل درست ہے خود دیاس جی نے اسے گرتھ
 کے بارے میں کہا ہے کہ جو اس میں ہے وہی سارے اعتبار میں ہے اور جو
 اس میں نہیں وہ سنکرت ساتھ میں کہیں بھی نہیں آتا۔ کچھ بیان کر کے تب غرض
 نہیں ہے یہاں پر روشنی میں چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑکیوں کے نرم داناؤں
 دل سے لیکر بڑے بڑے مستقل مزاج و شہرہ کار بزرگوں کے مضبوط دلوں پر جس
 گرتھ نے آج تک یکساں طور پر اپنا سکھار دکھایا ہے اس کے مصنف کی دوراندیشی
 و انانی علی غایت اور قابلیت کس قدر غیر متصور ہوگی۔ سارے کے بیان کر کے اس قدر
 نہیں سیوا جی ہمارے کٹھا میں قومی ملی اور مذہبی رتی کا موجب بھی گرتھ ہوا ہے
 پتھروں کے وقت بھی وہم کار و بار اور ان کے اس تعلیم اور رتی کے لئے ہے۔
 قومی مشن پر ابوگرتھ لکھا ہے۔ وہم کے معنی میں اس کے لئے کہیں کوئی تعریف نہیں
 ہے اسی گرتھ کا ایک حصہ ہے۔ ہمارے ہر گھر کے قریب اسی کا ایک حصہ ہمارے گھر
 پر لاری اسی کے طبع پر لکھی ہوئی ہے۔ جس وجہ کہ پانچواں گرتھ اور اس کے لئے ہے۔
 کے لئے عبد جہد کرنے کے خیالات کے بیچ کو ہمیشہ محفوظ رکھنے اور اس بیچ سے
 چل بھول پیدا کرنے کا کارن بھی ہے۔ لیکن اگر گرتھ ہوا ہے پتھروں کی حکومت
 کے آغاز میں بھی جب تک ہمارا یہی شان تھوڑی بہت باقی تھی تب تک اسی گرتھ
 کی تھوڑی تواریخی بدھتھی کے روپ میں لکھ کر پانچواں گرتھ ہے۔ وہ سب
 بدھتھی سے پیشہ و پیشہ کی زبان اور صورت کے طور پر ہی جب بدھتھی کی تھوڑی
 لگی ہے تب یا غرض کی تاریخ کو نہ گتھے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو سادہ
 باپس تھی اور دھرم کے ہوا۔ انسانی کے لئے گرتھ ہے۔ اس میں چھ گرتھوں

کو سچ میں معلوم ہو جاتے تھے وہ باتیں یا اہم ہمارے کالجوں میں پڑھنے والے
 نوجوانوں کو پروفیسروں سے پوچھ کر یا ڈکشنریوں سے ڈھونڈ کر یاد کرنی پڑتی ہیں
 آج کل ہم ہندوستان میں ایک متحدہ قومیت قائم کرنے کے جس قدر ذہن بھر رہے ہیں
 ہیں ان کے ڈھونڈ نکالنے میں محو سرگرم ہیں کیسی افسوسناک بات ہے کہ ان کے
 سے ہندو قوم کو متحد رکھنے میں جس قدر کی گرتھ نے اتنا عظیم حصہ لیا ہے اس کی طرف
 ہماری توجہ منسل اس قدر ناخفہ ہو۔ اب کچھ دنوں سے رنگ بٹا اور اس گرتھ
 کے نظم و نسق میں غلطی سے اور ترجمے اس غرض سے شائع ہونے لگے ہیں کہ نوجوانوں
 کے دل وہاں غلط پڑے یہ بھی بزرگوں کی شان و شوکت بہت دشمنیت ذہنی ثابت
 اور غفلت کے خیالات سے بھر جائیں اور وہ اپنے طرز عمل پر مستحکم ہو کر دیش
 کو تنہائی کے خاتم میں حاضر وقت ہوں۔

میں دوستوں کے ساتھ ہوں

راہی تو کیا نہ تاک ہمارے کی اس زیر دست چھٹی کا ایک حصہ آپ نے اپنے چند غرض
 دوستوں کے جواب میں لکھی تھی جنہوں نے آپ کو شکستہ میں مقدمہ پیشہ پر معافی مانگا
 کہ اپنی جان بچھڑا کر نہ کر سوتے رہا تھا۔

میرے دوست مجھ سے یہ امید رکھتے ہیں کہ میں وہ حرکت کروں جو
 اتنا بڑا عزم کرے کہ وہ نہ ہو۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ لوگوں میں سیری جو کچھ
 پوزیشن ہے وہ صرف میری وضاحت کی بدولت ہے اگر میں اس
 سے کچھ بڑھ کر کر دوں تو میرا حصار اشتہار میں رہنا کا سامنا کرنی
 پڑے گا۔

میں نے اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہا تھا۔ ہندو قوم کی حالت کی وجہ سے اس
 چھٹی میں اپنی کوشش کی تھی کہ اس میں کچھ تبدیلی آئے۔ لیکن انھوں نے اس کی

ہے۔ بلکہ اس بات کا خوف ہے کہ جیوری کی سرپٹی زبان سے نادانفہ ہیں۔ میں
اور آپ خراب جانتے ہیں کہ ہم انگریزی راج کے خلاف کسی قسم کے بڑے خیالات
نہیں رکھتے۔ اس لئے ہمارا اجادوت کے مقدمہ میں سزا بے ہونا ممکن ہے اگر ہم
پائیکس میں ماکہ ڈالیں گے تو اس قسم کے خطرات ضرور پیش آئیں گے۔ یہ
خطرات ہمارے پیشہ کے خطرات ہیں اور میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں
اگر آپ سب اصحاب کی بھی خوشی ہو تو یہ تمام باتیں کہ میرے خیال پر
معتنا میں باغیانہ نہیں ہیں مگر گورنمنٹ کے پیشتر پیش باغیانہ خیال کرتے ہیں۔ مجھے
اس کا اندیشہ ہے کہ اگر اس مسئلہ گورنمنٹ کے اختیار میں ہوگا۔ گورنمنٹ کا مشاہدہ ہے
کہ ہونا کے سیدھے ذہن کا سر جھکا کر مگر یہ خیال ہے کہ میں اوروں کی طرح کچھ
سرکھڑا ثابت نہ ہوں گا۔ پس آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم رعایا کے خادم ہیں
اگر نیسے نازک موقع پر غائب ہو جائیں گے تو رعایا کیسے
برہنہ ہو گی۔ آپ خیال فرمائیے کہ ایک ایسا انداز اور معزز شخص ہو کہ میں کس طرح
اجادوت کے جرم کا جس سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے سزا ہو جائے گی
اگر نہ مجھے سزا ہو جائے گی

تومیرے محبوبوں کی ہمدردی تکلیف

کے موقع پر میری محاسن بدصالت

گی

جیل خانہ میں ایک سال

(میں خیالات کا خلاصہ جو آپ نے ۱۹۰۸ء میں اپنی ماہی کے بعد بیچانہ کے سخت خانہ میں تھے) میں پہلے بمبئی پریذیڈنسی جیل میں رہا۔ بعد میں مجھے بڑوہ جیل بھیجا گیا۔ جہاں مجھے پانچ کی اون اور موت رنجنے کے کام پر لگایا گیا۔ قید کے آخری مہینہ میں بھی اوتن کاٹنے کا کام دیا گیا۔ سر مشہور کمیسر اور دیگر افسار میرے لئے آتے تھے لیکن نہایت خراب حالات میں کیونکہ ان میں سے بہت کچھ کاٹ لیا جاتا تھا۔ مجھے یورپین قید خانہ میں رکھا گیا۔ کٹھڑی دس فٹ لمبی اور آٹھ فٹ چوڑی تھی۔ اس کے ایک سرے پر ایک جھان تھا جو کڑا کے تختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اسپر اس پر بستر تھا اور بستر بھی کی فختہ ہو گیا۔ مجھے جیل خانہ کی روش کا پہنچا پڑتی تھی۔ رستوں کے پرٹھنے اور رات کے تخت پر گھٹن تک چلنے کے بلانے کی اجازت تھی۔ تمام کتا میں جیل آتش میں رکھنی پڑتی تھیں۔ اور صرف چند کتا میں کوٹھڑی میں اپنے پاس رکھ سکتا تھا۔ میں نے اپنا قسمت کا وقت رگ وید کے مطالعہ میں صرف کیا۔ میں نے مجھے ترجمان کو دیکھا اور میں اسے خیر پر پہنچا ہوں کہ آریوں کے بہت پر مہین بزرگ یہ قطعہ میں رہتے تھے جہاں ایک رات دو چھپنے کی ہوتی تھی۔ یعنی وہ ایک شمالی قطب کے نزدیک ہو گا۔ جہاں سے وہ رفتہ رفتہ آبادی کی کثرت کے سبب جنوب کی طرف آئے۔ میرے پاس اس رات کے ثبوت کے لئے علم ہند تھا۔ اور میں نے جیل خانہ میں اس ان کتابوں کو نہیں دیکھا۔ جو میرے ساتھ تھے۔ اور میں نے اس کے واسطے بہت ضروری ایسا ایک غلبہ ہے مجھے اپنی رات کو تبدیل کرنا پڑا۔ میں نے پختہ مجھے اپنے نتیجہ کی درستی کی بابت کوئی شک نہیں۔ جب میں بمبئی کے جیل میں تھا۔ مقام خوراک کے بارے میں مجھے بڑا تکلیف تھی۔ صرف ایک روٹی اور پانی پر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ کوئی نہ کچھ بڑا اور مقوم سے بڑی لغوت ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا وزن ٹھٹھا گیا۔ اور اس وقت بہت کم ہو گیا۔ بہت سی جیل خانے میں اسے کد وقت پہنچا چھ ماہ کے عرصہ میں اس کا وزن کم ہو گیا۔ بعد میں یہی خوراک میں تبدیل کی گئی۔ سر جنرل نے ایک دن میں خانہ کا کارڈ لکھ لیا اور پھر اس میں لایا جو کہ میرا وزن صرف ۱۰۰ پونڈ رہا۔

میں تمام پٹریاں تھیں۔۔۔ وہ تمام نہیں اپنی راستے کے اظہار کیلئے سزا ملتی ہے اول میرے کے مجمع خیال
حوالہ کرتے ہیں۔۔۔ ان کے ساتھ ہر ماہ کی کاموں کے ساتھ ہر ماہ نہیں اپنے کٹے حتیٰ کہ شراب اور تباہی وغیرہ
جو وقت ہے کہ اگر انگلستان میں اس قسم کی اجازت ہے تو کیوں ہندوستان میں ایسے لوگوں کے ساتھ
اس قدر زبردستی کا یہ طریقہ جاری نہ ہوگا

سویشی

(نکاح صلیح کے اس مضمون کا ترجمہ جو آپ نے ستمبر میں شائع کیا ہے پانچ لکھا تھا)
بعض شخص کا خیال ہے کہ سویشی بھڑک کے سویشی سے تفرق نہ کر کے خیال سے نہیں بلکہ پولیسکل
نورڈ لینڈ کے لئے بھجلائے ہیں۔ کیونکہ نکاح صلیح کے جن لوگوں نے اس جدوجہد کو شروع کیا وہ کانگریس
کے بھی سید ہیں اور بیعتی حیزوں سے نفرت یعنی رابنیکاٹ کے اس میں شامل ہر جگہ سے ملک
کے حکام اس سے ناراض ہیں اور یہ جدوجہد بھی پولیسکل جدوجہد کو خیالی کانگریس کی دوسری ٹیکہ ہے۔
پھر کانگریس قسم کہ سویشیہ جدوجہد میں شری نہیں ہو سکتے۔ بالیکاٹ اور سویشی میں جو فرق ہے وہ آپ
کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ فی الحال اس مضمون میں یہ بیان کہ وہ کسی شخص کی جائے گی۔
کہ سویشی اور کانگریس کا تعلق کیا ہے یہ پہلے ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اس ملک کا بادشاہ
کون ہے عام لوگ یہ کہیں گے کہ انگلستان کے شاہ کا بادشاہ ہمارا بادشاہ ہے لیکن یہ بات نہیں
ہے اگر شاہ کی حکومت پورے انگلینڈ میں نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ کانگریس کے اٹھنے پہلے سے لیکر گورنر
جنرل تک ایک بادشاہ ہے اور بادشاہ کی طرف سے حکومت کرتے ہیں۔ جب انگلستان کی مختلف دیگوں جیسے قریہ
معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لائٹ صابن بڑے سکر ڈی آف ٹیٹ کے ماتحت ہیں سکر ڈی آف ٹیٹ پانچ
کے ماتحت ہے اور پانچ ٹیٹ کے ممبر ریش بیک کے بس میں ہیں۔ مختصر یہ کہ اس ملک کی بیسی حکومت کئی ایک
آدمی کے ہاتھ میں نہیں ہے یعنی اس ملک میں کوئی ایک بادشاہ نہیں ہے۔ بہت سے راج ہیں۔ خود
غنا ملکوں میں اس طرز حکومت سے ریت کہ بہت فائدہ ملتا ہے لیکن ہندوستان جیسے بیسیوں کے ماتحت
ملک میں اس طرز حکومت سے ریت کہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیاں ریت کے نہ تو کچھ حتیٰ کہ اس ملک

کچھ عزت ہے۔ یہاں جہاں مغرب افسروں نے انہیں کے ہاتھ میں حکمرانی ہے وہیں لوگ یہاں کے راجا ہیں۔ بلنگن ان کا
 جہاں شاہ ہے اور قانڈا جو یہاں کا بھی بادشاہ ہے اس کی طاقت قانڈا کے ذریعہ بہت کم کر دی گئی
 ہے وہ اپنے آپ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جہاں میں اسکو کوئی بھی حق نہیں ہے وہ صرف نام کا ہی بادشاہ
 ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ کی طاقت کو اس طرح کم کر دینے سے بلنگن کی رعیت کو بہت فائدہ پہنچا
 لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس طرز حکومت میں ہندوؤں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ سب سے بڑا یہ
 ہوا کہ اس ملک کی حکومت بہت ہی افسروں کے ہاتھ میں چلی گئی یعنی اس ملک کے گورنر سے افسر اور
 ڈائریکٹر کے ممبروں کے واسطے جو ہندو ہے اس ملک کے بادشاہ بن بیٹھے جن گورنر سے افسروں کے
 ہاتھ میں اس ملک کی حکومت کی باگ ڈور ہے۔ ان کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہے کہ یہ حکومت ان کے ہاں
 ہاتھ میں رہے۔ یہ ملک کبھی ان کے ہاتھ سے نہ نکلے گا۔ اور ان کی اندر غرضی سے جو بھی ہوئی یا پاک تو ہوا
 سکے ہوا کر کے لئے ان لوگوں کی ساری کوشش ہوتی ہے۔ اس بات کو بھی دیکھئے کہ انگلستان کی کمپنی
 کے لوگوں کو اس کے ہندوؤں کی مرضی کی کیا ہے۔ اگرچہ وہ آزاد خیالی اور نصف مطلق ہیں لیکن اپنی تجارت
 کی ترقی کے خیال سے ان کو بھی یہی خواہش ہو کہ ان کی حکومت ان کے ہاں رہے۔ ان کے ہاتھ میں
 رہی نہ یہ یہ تجارت۔ تو کسی دور سے ملک والوں کے ہاتھ میں ہو گا۔ انہیں ہندوستان والوں کے پاس رہا
 ان کی دولت اور قدرت ہندوستان ہی کی تجارت کی وجہ سے بہت اس لئے وہ ہونے کی چیز یا کہ اپنے
 ہاتھ سے آزاد رہنا نہیں چاہتے۔ قطعہ مختصر یہ کہ اس ملک کی حکومت کچھ تو گورنر سے چھاروں کے پاس رہے یہاں
 کے گورنر سے افسر حکومت سے محروم ہونا نہیں چاہتے اور ولایت کے تجار تجارت کو اپنے قابو میں رکھنا
 چاہتے ہیں اگر ہندوستان میں کچھ اتفاقی اور عارضی رہتی تو وہ اس قسم کے لوگوں کی طاقت کو بہت
 کم کر سکتے۔ لیکن افسوس کہ بات یہ ہے کہ اس ملک کے گورنر سے افسر اپنی حکمرانی طاقت کو رعیت کی
 رک رک کر کے بغیر خراب حال کر رہے ہیں۔ اگرچہ گورنر سے اگرچہ خائف و زار بنا رہے ہیں۔

ان اندر سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس ملک کی حکومت کن لوگوں کے پاس رہے ہے اس
 ملک کے بادشاہ کو نہ یہ۔ اس ملک پر گورنر سے ہندوؤں کی بغیر نصف حکومت چل رہی ہے۔ اس کو گورنر
 کے ہاتھ سے نہ کاٹو گا کچھ دیکھو اس کا کیا معنی کاٹو گا پہلا مقصد انٹیکل مفادین پر بحث مباحثہ
 کرنے اور انٹیکل مفادین پر کرنے کا یہ یاد ہے کہ انٹیکل مفادین نے اس ملک کی صنعتی و

صرفی حالت کو بھی فروکش نہیں کیا۔ اس نے ملک کی صنعتی ترقی کے لیے بہت سی عمارتیں اور کوششیں کی ہیں۔ چار پانچ سال سے کانگرس کے ساتھ ملکی کاروباری اور زرعی اور دیگر کاموں کی ترقی کی رہنمائی کی ہے۔ پچھلے سال بنارس کی کانگرس کے ساتھ ایک صنعتی کانفرنس بھی ہوئی تھی اگرچہ سماجک اور صنعتی ترقی میں کانگرس و جمہوریت پر ہی ہے۔ تاہم اس کا اصلی مقصد انجینئرنگ کی ترقی تھا۔ اس کا اپنی مقصد زیادہ مناسب ہے کیونکہ جب تک اس ملک کے غیر صنعتی گوشے حکمرانوں کی نامناسب حکومت کچھ درست نہ ہوگی اور جب تک اس ملک کے باشندوں کو اپنے ملک کی حکومت میں کچھ حقوق حاصل نہ ہونگے جب تک اس ملک کی حکومت اس ملک کی رعیت کے ہاتھ میں نہ آجائے گی۔ تب تک مختلف باتوں میں ترقی یا سدھار کرنے کی کوشش کا سیلاب نہ ہوگی۔ اس لیے کانگرس نے یہاں پر پائیس کر قرار دیا ہے۔ اس وقت چائے کی روٹ کا وہ بیان زیادہ تر صنعتی امور کی طرف متوجہ رہا ہے۔ اس ملک کی قدیم تجارت کیسے برآمد ہوئی مناظرین پر ظاہر ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا ہے کہ کانگرس کے زمانہ میں انگریزوں کی حکومت کا بوجھ پارلیمنٹ نے اپنے اچھے اچھے لیڈر سے اس ملک کی حکومت ظاہر امداد پر تجاروں کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ دراصل تجارتی سکے ہی میں بہت اپنی طاقتور تاجروں کی اعتراض پر لائی کوشش چائے کے گروسے انسر کو کرتے ہیں اس امر کی تصدیق لارڈ کرزن کے الفاظ ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے آسام کے چائے کے تجاروں سے کہا تھا کہ اس ملک میں چائے انگریزوں کا ہے وہ کھیتی اور کافوں کے کام نہیں۔ خواہ تجارت اور زرعی کرتے ہیں۔ ان کا مقصد ایک ہی ہے یعنی اس کے ذریعے ان کے انسر کو چاہئے کہ وہ اس ملک کی حکومت کو بھی طے چاہیے اور آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنا سرمایہ مختلف تجارتوں میں لگا کر ہند کی سب دولت پر جس لینڈ ہندوستان میں جو زرعی تجارت کافوں کا کام کرنے والے ہیں ان سے بھی لارڈ کرزن نے ہی کہا تھا کہ سیرا کام حکومت کرنے کا ہے اور آپ لوگوں کا کام ملک کی دولت کو چوس لینے کا نہیں۔ کام ایک ہی سوال اور ایک فرض کی جدا جدا شکلیں ہیں۔

مفسر جمہوریت والا لکھتا ہے کہ ایک جی ایسا نقطہ نہیں جس سے ظاہر ہوتا ہو اس ملک کے باشندوں کی اتنا سب پر غور کرنا اور ان کو خوش رکھنا بھی انگریزوں کا فرض ہے۔ اس ملک میں انگریزوں کے صرف دو ہی فرض ہیں۔ حکومت کرنا یعنی ہندوستان میں ان کو ہمیشہ غلامی میں رکھنا اور دولت کو چوس

این الفتح موجودہ طرز حکومت اس طرح کے ہے کہ باہر سے دیکھنے والے کو انگریزی تجارت اور انگریزی
 حکومت جدا جدا معلوم ہوتی ہے لیکن اصل میں وہ ایک ہی ہیں۔ اس کے لئے انگریزوں نے
 انگریزی تاجروں کو باتوں کو کمزور کر دیا ہے کہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے سودیشی جہاز
 جہاز بائیکاٹ کا علاج نکالا ہے جس سے انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہاز جہاز کے بائیکاٹ کا
 ہے کہ انگریزوں کو ان کی دولتوں کو کم کر دیا جائے گی۔ اسی طرح سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے
 اسیہ کی حالت ہے کہ انگریزوں کو باتوں اور اس ملک کی دولت کا چھوٹا کر دیا جائے کہ یہ چھوٹا
 گا۔ اس کے لئے انگریزوں نے انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے
 کے ذریعہ سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ
 سے واضح ہوتا ہے کہ انگریزوں کے ذریعہ سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ
 رنگ اس بات کو نہیں جانتے کہ سودیشی جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 کے لئے میں کسی کے دل میں شک نہ ہے تو وہ ہمارے ہی بھائی ہیں۔ ہمارے ہی کچھ نہ بھائی
 سودیشی کے اعلیٰ خطاب کو نہ سمجھتے ہیں۔ یہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 چاہئے سودیشی کا تعلق انگریزوں سے نہ ہونے دینا چاہئے سودیشی کا مطلب صرف اپنے ملک کی تجارت
 اور کارخانہ کو ترقی دینا ہے سودیشی کو نہ سمجھتے ہیں۔ یہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 جہاز جہاز کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 لغت "پرائیویٹ" لغتوں کے لئے سودیشی "چیزوں کی تجارت اور اپنے کارخانوں کی ترقی" کے
 انفاق و احتیاجات کے لئے ہے۔ ہر کارخانہ یا کسی کے ملک وہ صرف انفاق کے لئے ہی کرتے ہیں۔ یہ سمجھیں
 گئے کہ ہماری کوشش اپنے ملک کے لئے نہیں۔ ان کے مطلب کے لئے ہی ہے نہ کیا وہ کسی ایک
 کے لغتوں کے احتیاجات سے ہی خوش ہو جائیں گے نہ نہیں ہرگز نہیں چاہو اس طرف سے انگریزوں
 کی آنکھوں میں مہر لڑان چاہتے ہیں وہ اپنی بھرتی سے اپنی ہی آنکھوں میں خاک ڈال کر انہیں
 بننا چاہتے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ جو چیزیں انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے ذریعہ انگریزوں کے
 ملک کی ترقی کے لئے کی جائیں گی وہ سب انگریزوں کی خود غرضی کے خلاف ہوں گی۔ یہ بات

مراقبتوں کا نام خواہ کچھ کہیں جسے کاغذ کر کہیں۔ یہ جو وہ کہیں یا یا نیکیاٹ ان سب پر مشتمل کا
جو آخری نتیجہ ہو گا اور جس نتیجہ کے حاصل کرنے کی خواہش ہر ایک سچے محب وطن کے دل میں ہونی چاہیے
اور ایک سچے دوست پر بھی ہے کہ اس ملک کے گورسے حکمرانوں کی حکومت مناسب ہو کہ ہم ملک کے
باشتمہ دن کو اپنی حکومت کا آرام حاصل ہو گا اور ولایت کے گورسے سوداگر کی طرح کچھ کم ہو کہ ہمارے
ملک کی تجارت ہمارے ہمیں کوڑھ ملے گی جہاں کے ہاتھ میں آجائے۔ یہ گورسے نتیجہ کی طرف
پہنچنا چاہیے کہ کانگریس اور سرکاری میں کچھ فرق نہیں ہے اور ملک کے اس کام کو ہر بھی خواہ
ملک کو پاک کام سمجھنا چاہیے۔

رہنمائی اور پاک ط. ایک بات

روکی نہ تھکنا کہ اگر یہ بات سمجھ لیں تو ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات
معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔

سویشہ جیو میں ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
عام فطرت میں ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
سورجیو جیو میں ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
کچھ میں کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
یہ بات کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
خوشنم کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
ضروری وقت میں کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
یہ بات کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
یہ بات کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
یہ بات کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔
یہ بات کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ ہر ایک کو یہ بات معلوم ہو جائے گی۔

ہے اور اس طرح اس کی دو علیحدہ علیحدہ شکلیں معلوم ہوتی ہیں اور جس نظر سے اس کی طرف دیکھا جائے گا
 اسی کے بموجب اس کی شکل معلوم ہوگی اور اسی طرح جو سوئیچ کے استعمال کے حامی ہیں۔ انہیں اس کا خیال
 اور اسی کی ترقی کی شکل دکھائی دیگی۔ مگر دوسرے گروہ کو جسے بائیکاٹ کا خواہشمند کہا جاتا ہے صرف
 بدیشی کے تباہی کا ہی خیال دوڑے گا اور اسی کی شکل انہیں دکھائی دیگی۔ مگر عالم اور فاضل لوگوں پر
 بخوبی روشن ہے کہ دنیا کی پیدائش کے لئے ایشیہ اور مادہ دونوں کی ضرورت ہے۔ کسے سیلا غذا دنیا کو
 پیدا نہیں کر سکتا اور اس طرح مادہ بغیر دنیا کی طاقت اور مدد کے کچھ بھی کرنے کے قابل ہے۔ گو مادہ اور
 ایشیہ دو علیحدہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن دراصل یہ ایک ہی طاقت کے دو جزو اور ایک ہی چیز کی
 دو مختلف شکلیں ہیں اور دونوں کے مابین یہ دنیا کی پیدائش ہوتی ہے اس حالت میں ایشیہ
 اور مادے کا جزو تہ ہے وہ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ ہم اگر اس کے ایک طرف ہو کر دیکھیں تو ہمیں
 ایشیہ کی ہی ضرورت نظر آئے گی اور اگر دوسری طرف دیکھیں تو مادہ ہی مادہ نظر آئے گی۔ لیکن
 یہی حالت سوئیچی تحریک کی ہے۔ سوئیچی اور بائیکاٹ کو کوئی الگ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اتنی ہی ہوتی
 ہیں کہ یہ الگ ہو ہی نہیں سکتی لیکن اگر اسے ایک طرف سے دیکھیں تو بائیکاٹ اور دوسری طرف سے
 سوئیچی کی شکل دکھائی دیتی ہے دنیا کی پیدائش کے متعلق مادہ اور ایشیہ کو علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔ اگر
 ایسا کیا جائے تو دنیا کی پیدائش میں بڑا نقص پیدا ہوگا۔ اسی طرح ہائے خیال میں سوئیچی تحریک
 کی بڑی بڑی طاقت بائیکاٹ ہی ہے جس طرح مادہ کو علیحدہ کرنے سے دنیا کی پیدائش نہیں سکتی
 اسی طرح بائیکاٹ کو علیحدہ کرنے سے ہماری تحریک بے طاقت ہو جائیگی اور ہرگز ملک کی ترقی
 نہیں ہوگی۔ ہماری پیاری تحریک نامکامیاب ہوگی اور پھر ہمیں منہ بے دل گناہ پڑے گا۔ کیا ناظرین
 بتا سکتے ہیں کہ نیم جان اور قریب المرگ ہند میں جو کوئی آخری سانس یا دم باقی ہے اس کی وجہ
 کیا ہے اس کا جواب صاف ہے کہ یہ کم و بیش تجلوت کی وجہ سے ہے۔ چاہے یہ پس اس لئے ہے کہ
 بدیشی کا تباہی اور سوئیچی کا استعمال دونوں باتوں کو اس میں شامل کر لیا جائے۔ اگر نہ تاجر ہر
 سال ۳۰ کروڑ روپیہ کا محنت کھڑا کرے۔ تاکہ میں فروخت کر سکے ہمارا سرمایہ اور ہماری دولتوں کو
 لے جاتے ہیں اور ہمیں دن بدن منہ بے دل ہوتا ہے۔ کیا ہمیں یہ دیکھ کر رنج نہ ہوتا ہے کہ
 اور ہمارے دل نہ بھٹکا جائے۔ جس ہندوستانی کو اس بات سے کبھی قطعہ کالنج نہ پہنچے کہ ہماری ہمارے

اور یہ کہ بدبختی صرف ولایتی کثیر خزانہ کرنے میں ولایت کو ملتی جاتی ہے۔ وہ سودیٹی کا حال کسی طرح ہو
 سکتا ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں نئے نئے کارخانے اور ریلز جاری ہوں۔ جو نئے پر کام کرنے
 والے ملازمین کا یہ سود خزانہ بڑھ جائے اور بڑی بڑی کمپنیوں کا اجراء ہو وہ اگر اپنے ملک بھائیوں
 کو بدبختی ایشیا سے چھڑانے اور ان کی خزانہ و فراغت بند کرنے کی تحریک نہ کریں گے تو نام شمشیر
 بے سود ہوگی اور ان کا خاک بھی اتر نہ ہوگا۔ بدبختی چیزوں کے تیاگ ہی میں ہماری طاقت ہے
 ہے اگر بدبختی اشیاء سے نفرت پیدا ہو کر ان کے استعمال کو ترک ہی نہ کیا گیا تو سودیٹی چیزوں
 کی مانگ کیسے بڑھ سکتی ہے اور اگر سودیٹی چیزوں سے بچا نہ کریں تو مانگ ہی خیر نہ ہوگی تو پھر
 اعلیٰ پیمانہ پر کارخانے کس طرح بکریں گے اور اگر بڑے بڑے کارخانے جاری نہ ہوں گے
 تو ہماری جاری تحریک کس طرح کامیاب ہو سکتی ہے۔ یہ سب پہلو ہیں بدبختی چیزوں سے
 نفرت پیدا ہونے کا نتیجہ اور اس کے بعد بھی انہیں بالکل تیاگ کر اپنے سرمایہ داروں کی بات
 کا یقین دلادینا ہمارے لیے کچھ ممکن نہیں بدبختی چیزوں کو بالکل تیاگ دینا ہے اور اب ان کی بجائے
 سودیٹی چیزیں کریں گے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے سرمایہ دار کارخانے اور بڑی بڑی
 ریلز جاری کرنے میں ایک منٹ کی بھی خیر نہ لگائیں کہ یہ سود خزانہ جاری کرنے میں
 یقیناً کامیابی کا خیال ہر گز ریل کی تجارت بڑی فائدہ مند ہے اور اس تجارت سے سرمایہ داروں
 کو بہت فائدہ پہنچتا ہے اس لیے جب ان لوگوں کو بدبختی چیزوں کا تیاگ کرنا چاہیے کہ
 میں بدبختی چیزیں نہ خریدیں گے اس لیے وقت اس ملک کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں جاری ہر بدبختی
 کارخانے پر نظر میں رکھیں گے اگرچہ بدبختی چیزیں زیادہ تر سود خزانہ کے مطلق کسی قسم کا
 فائدہ نہیں لگتے پھر بھی بدبختی چیزوں کے تیاگ کرنا ضروری ہے کہ سود خزانہ کے مطلق کسی قسم کا
 فائدہ نہ لگے اس لیے ہمارے لیے سود خزانہ کے تیاگ کرنا ضروری ہے کہ سود خزانہ کے مطلق کسی قسم کا
 فائدہ نہ لگے اس لیے ہمارے لیے سود خزانہ کے تیاگ کرنا ضروری ہے کہ سود خزانہ کے مطلق کسی قسم کا

ملکی بھائی برہمنی چیزوں کے تیاگ کا وعدہ کر کے بائیکاٹ کر کے عالمگیر اصول پر عمل کرتے ہوئے اپنے ملک کی تباہ شدہ تجارت کو ترقی دینا اسکو دو ٹوٹہ بنا نا اور سیلف گورنٹ حاصل کرنے کو اچھا خیال کرتے ہیں یا اس ملک کے انگریز افسروں کی خواہ مخواہ ناراضگی مگر گورنٹ کی نامناسب خشکی اور ناخپشہ کے جو پاروں کی بندر گھر کی سے ڈر کر دشمن قوم ملک بنا پسند کرتے ہیں سخت رنج اور نفوس کا مقام ہے جس سے یہ غیرت بے شرم اور دشمن ملک کو گورنٹ کی نامناسب خشکی اور انگریز افسروں کی نامناسب خشکی کی تو اس قدر بردا کریں لیکن اس کے مقابلے میں اپنے ملک کی محبت اور اس کی ترقی کا خیال بالکل چھوڑ دیں۔ پس ایسے لوگ جو اپنے کہنے اپنے پڑوس اپنے ہمجنس اور اپنے ملک کی بہتری کی کچھ بھی فکر نہ کر کے صرف برہمنیوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے کرتے ہیں وہ ہرگز ملک کو برباد کرنے والے نہیں بلکہ وہ دشمن ملک ہیں۔ انگریزی زبان میں ایک ضرب لاش ہے جس کا مطلب یہ ہے پہلے اپنی بھلائی کر دو اور پھر دوسرے کی بھلائی کا خیال کر دو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ جان پر جھک کر کسی سب سے اس ملک کے انگریز حاکموں کو گورنٹ اور ولایتی تاجروں کو خواہ مخواہ ناراض کرنے کی کوشش کی جائے۔ نہیں ہمارا یہ خیال ہرگز نہیں ہیں اپنے اور اپنے ملک کی عزت کو درست رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اپنی ترقی اور اپنے ملک کو زور نہ کہنے کی کوشش سے کسی کو رنج پہنچا تو پہنچنے دو کیا میں اپنے ۳۰ کروڑ روپیہ بھائیوں کی ہستی کو تباہ کر دانی چاہتا ہوں۔ کیا ان کو فدا کشی سے ایڑیاں مار کر دمر جانے دینا چاہئے کیا مجھے بے ترقی اور دکھوں کے بڑے بڑے گڑھوں کو اور بھی گھر سے بنا کر ان میں اپنے ۳۰ کروڑ روپیہ کو مکمل مینا چاہئے ناظرین آپ ہی اس امر پر خیال کیجئے ایک جو در خواستوں پر دہ خیریت اور میو ریل پر میو ریل روانہ کئے گئے اور ہاتھ جڑ کر منت اور خوشامد کے جھیک لگی لگی کیا اس کا نتیجہ کچھ بھی مضیقات ہوا کیا یہ پھر غصہ نہیں کہ اب پھر اسی پرانے ٹکے بقول اور غلط طریقے پر کوشش کی جائے اگر ہم ان بھائیوں کے اس خیال کو بھی مان لیں کہ ہماری موجودہ کوشش یعنی برہمنی چیزوں کے تیاگ کا عہدہ کرنے سے ہمارا ملک کے کاغذی اور تجارت کو ترقی ہوگی۔ اندر اس ترقی کو دیکھ کر ناخپشہ کے جو پار ہی حسد سے جلانے لگیں گے جس پر گورنٹ ہماری سودا برہمنی چیزوں پر کس گناہ ہے لیکن ہم ایسے خیالات رکھنے والے اصحاب سے بڑھتے ہیں کہ باغرض ہم برہمنی چیزوں

کو نہ چھوڑیں یا ہم سودی چیزوں کا ہتھوڑا کرنا شروع نہ کریں اور اس ملک کے کارخانہ جیڑت اور تجارت
 کی خود بخود ترقی ہو جائے تو کیا اس وقت مانچسٹر کے بیوپاری صہیہ کریں گے کیا حامد اور ہندوستان کی
 تجارتی ترقی کے دشمن خود غرضیہ زمین تاجر اس وقت ہماری سودی چیزوں کی پس گرا کر ہماری تجارت
 کو غارت اور تباہ کرنے کی کوشش نہ کریں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ زمین خود غرضیہ اپنی جلی فصلت
 کو اس وقت بھی نہ چھوڑیں گے۔ اگرچہ زمین کو کون نہیں مرو دے جو اس کی گزنی کرے اور اس بات کا
 ذمہ اپنے سر لے کہ اس وقت خود غرضیہ مانچسٹر کے تاجر اپنی تجارت کو ضعف پہنچتے دیکھ کر خاموش
 رہیں گے اور ہماری تجارت کو مضرت نہ پہنچائیں گے۔ لیکن اس کا اصلی سبب کچھ اور ہی ہے کہ انگریز
 لوگوں نے اپنی شاہی طاقت کو بری طرح ضحہ کر کے انڈیا کی تجارت کو غارت کرنے کی کوشش کی یا جو
 آئندہ کریں گے۔ جیستہ کہ اس کا اصلی سبب ان کی ناداجب ناجائز اور خود غرضانہ اور طامع خیالات
 قائم ہیں اس وقت تک یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ہماری ترقی پر خوش ہوں وہ ہماری تجارت کا
 ستیاناس کرنے کی کوشش کریں گے چاہے یہ ترقی سودی سے ہو یا بائیکاٹ سے یا خود بخود ان
 دو فوٹوں کی مدد سے بغیر سوا البتہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ اخیر میں اس خود غرضانہ فعل کا نتیجہ
 نہ تو انگریزوں کے لئے مفید ہوگا اور نہ ہماہندوستان کے لئے ہم اگر ایسی حالت میں سودی چیز اور
 بائیکاٹ دیکھ رہا ہے اپنے ملک کی ترقی کے واسطے کوشش کریں تو اس میں کسی قسم کا خوف نہیں
 کیونکہ ہماری ترقی پر جو نتیجہ نکلنے والا ہے وہ ضرور ہی ہوگا پھر سبہا ہم کیوں اپنی کوشش اور
 اپنے سہارک فراتھن کر رہے ہیں سے باز رہیں ہم ایک بات اور بھی غماہ کر دینا مناسب سمجھتے ہیں
 اور ہیں اس پر بحثہ یقین ہے کہ جس طرح انگریزوں نے اپنی عملداری کے آغاز میں اس ملک
 کی تجارت اور کارخانوں کو بے شمار ظالمانہ ناوا جب اور ناہنجاری طریقوں اور کوششوں سے
 تباہ کیا۔ اس قسم کی کوشش کرنے کی جرات انگریزوں کو اس وقت بیسویں صدی میں نہیں کر سکیں
 گے کیونکہ اب دنیا کی حالت ہی تبدیل ہو چکی ہے اور اس وقت دنیا کے تمام ملک کے خیالات
 میں حسدانت حقوق کا سب سے بھاری خیال کام کو نظر آ رہا ہے اور اس بڑے خیال
 کا اثر برعظیم ایشیا کے کئی ملکوں پر ہوتا ہوا ہند پر بھی پڑنے لگا ہے۔ اب یہ بڑا خیال انگریزوں
 کی مذکورہ ناواجب کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیکھا۔ موجودہ وقت کے خیالات کے منہد کا

صبا و صبا... ای صفت...
 ظاہر کیا گیا...
 اگر وہ نہ...
 سے اپنے...
 آرائی...
 حوصلہ...
 سوچ...
 سمجھنے...
 کو بھی...
 ہوا...
 کھانا...
 بیوی...
 زمین...
 کھڑکی...
 کہہ...
 کیا...
 اور...
 جہیں...
 دور...
 خیر...
 کہ...
 کہ...
 کہ...

لکھوا لیتا ہے کہ اتنا مال اتنے دھن میں اس بھاد سے دیا جائے گا کہ کام جلاہوں کی رضا مندی سے
 نہیں کیا جاتا۔ کمپنی کے گماشتے اپنی مرضی کے مطابق جلاہوں سے من مانی شرطیں لکھوا لیتے ہیں۔
 اگر کوئی پیشگی روپیہ لینے سے انکار کرے تو روپیہ اس کی کمر میں بائو دیا جاتا ہے اور اسے کپڑے
 مار کر کچھری سے نکال دیتے ہیں۔ بہت سے جلاہوں کے نام کمپنی کے رجسٹر میں درج رکھتے ہیں۔ انہیں
 کسی دوسرے کام کرنے کی اجازت نہیں رہی جاتی۔ اس طرح کے ظلم سے بیچارے جلاہے تنگ
 جاتے ہیں جس چیز کی قیمت بازار میں سو روپیہ ہو اس کے لئے انہیں صرف ۵۰ یا ۶۰ روپیہ دیکے
 جاتے ہیں۔ اگر غریب جلاہہ ایسی کڑی شرطیں پوری نہ کر سکے یا جب وہ تنگ کے مطابق ہل
 تیا نہیں کر سکے تب اس کی سب جائداد ضبط کر لیا جاتا ہے اور اسکو بچک کمپنی روپیہ وصول کرتی ہے۔
 لپٹنے والوں کے ساتھ ایسی بے انصافی کا برتاؤ کیا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے انگوٹھے تک کاٹ ڈالے
 صرف اس لئے کہ انہیں رشیم لپٹنے کا کام نہ کرنا پڑے۔

اس طرح کے بیچارے انصافی سختی اور ظلم سے محالو طریقوں سے انگریزوں نے اس ملک
 کے جلاہوں اور دوسرے کارکنوں کا روز گھر ملبھا دیا۔

۱۹۴۷ء سے انگریزوں کے لوگوں نے ہماری تجارت کا ناش کرنے کے لئے کمر کھی اور ایسے
 قوانین بنانے شروع کئے جس سے یہی تجارت بھی معدوم ہو جائے۔ کمپنی کے ڈائرکٹروں نے
 یہ حکم جاری کیا کہ جگال کے لوگوں کو رشیم کا کپڑا بننے سے روکنا چاہئے۔ وہاں کے لوگ صرف کپڑا
 رشیم تیار کریں۔ اس رشیم کے کپڑے انگریزوں کے کارخانوں میں بننے جائیں گے۔ رشیم لپٹنے والے
 کمپنی ہی کے کارخانوں میں کام کرنا چاہئے اگر وہ باہر کسی اور جگہ کام کریں تو ان کو سخت سزا
 دی جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان سے رشیم کے کپڑے کی دستکاری کو معدوم کر
 دیا جائے اس حکم کی بڑی سختی سے تعمیل کرائی گئی۔ تجارت و رشیم کا بیوپار مٹی میں ڈل گیا۔ کاریگر
 قانون مرے گئے۔ انگریزوں کی تجارت خراب پڑنے لگی۔

انگریزوں میں کمپنی کے کاروبار کی کئی دفعہ تحقیقات ہوئی۔ پہلے ۱۹۴۷ء میں دوسری
 مرتبہ ۱۹۵۳ء میں اس وقت ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا اور ٹیگن فردنکم وغیرہ بڑے بڑے
 انصاف کی صلاح فی کئی تھی۔ صلاح اس بات کی تھی کہ تجارت و رشیم کی تجارت کن تجاویز سے بڑا

ہو۔ انگریزوں کی ہزار کوشش کرنے پر بھی اس وقت بھارت ویش کے سوتی اور ریشمی کپڑے پر انگریز کو ۵۰-۶۰ روپیہ سبکہ نفع ملتا تھا یعنی جب انگریز کے مینے ہونے سوتی اور ریشمی کپڑے انگریز میں سو روپیہ کو ملتے تھے تب ہندوستان کے مینے ہونے وہی کپڑے انگریز میں ۵۰-۶۰ روپیہ قیمت پاتے تھے۔ اسی لئے ہمارے ملک کا کپڑا دن کثرت سے ملتا تھا۔ ولایتی جلاہوں کے کپڑے بالکل پسند نہ کئے جاتے تھے۔ ہمارا یہ کاریگری انگریزوں کو ایک آنکھ نہ بھائی اس لئے اپنے ملک کے کپڑے کو ترقی دینے کے لئے انہوں نے ہندوستان کے کپڑے کو بائیکاٹ کیا بائیکاٹ نے قانون بنا دیا کہ ہندوستان کے کپڑے بیچنے والے کو ۲۰۰ روپیہ جرمانہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ آمد و بردہ کپڑا پہننے کا اسے ۵۰ روپیہ ڈیڑھ دینا پڑے گا۔ اس لئے ایک اور قانون جاری کیا گیا جس کا مطلب تھا کہ انگریز میں کالی کٹ سے ایندلی سو پونڈ کپڑے پر ۶۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول لگایا جائے۔ ڈھاکہ کی سو پونڈ کی مثل پر ۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول لگایا جائے اور ہندوستان کے رنگین کپڑے کی آمد بالکل بند کر دی جائے جب انگریزوں نے یہ دیکھا کہ اتنا بڑا محصول لگانے پر بھی ہندوستان کی چیزیں انگریز میں فروخت کئے لئے آتی ہیں تب ان لوگوں نے فیصدی ۲۰ پونڈ محصول اور ڈیڑھ سو پونڈ قیمت کی چھٹیٹ پر ۶۴ پونڈ ہنگامہ پنس اور مثل پر ۴ پونڈ ہنگامہ پنس محصول ہو گیا۔ اسی طرح انگریزوں نے اس دیش کی تجارت کو مٹھی میں ملا دیا۔

انگریزوں کی بے انتہائی کوششوں میں ایک انگریز مورخ کی شہادت میں کی جاتی ہے کہ انگریزوں نے ہندوستان کی صنعتوں کی ترقی سے روک رکھا ہے۔ یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان کے سوتی اور ریشمی کپڑے ولایت میں مینے بہت کچھ ہونے سے ۵۰-۶۰ فیصدی کم قیمت پر ملتے تھے۔ تب انگریزوں کو ہندوستانی کپڑوں پر ۵۰-۶۰ فیصدی محصول لگانا پڑا اور ہندوستان کی کپڑوں کی تجارت بند کر کے اپنے دل کی حفاظت کرنی پڑی لیکن اگرچہ یہ کام نہ کیا جاتا تو انگریزوں کی دوشی نکلیں بھی نہ چل سکتیں۔ یہ کلیں ہندوستان کی تجارت کو بند کر کے چھلانی لگئی ہیں۔ اگر ہندوستانی خود ملتا ہوتے تو وہ ضرور اس بے انتہائی کا بدلہ لیتے وہ بھی انگریزوں کے ہاتھ پر بند کرنے والا محصول لگاتے اور اپنے فائدہ مند مال کی حفاظت کرتے لیکن ان میں اپنے آپ حفاظت کرنے کی طاقت نہ تھی وہ بالکل ہنسی لوگوں کے بس میں تھے ولایتی چیزیں زبردستی سے ان لوگوں کے گھر لائیں اور انہیں کچھ محصول بھی نہیں لگایا

میں ہوا ہو گا کہ اب یہ بالکل درست ثابت ہو گیا ہے۔ ستان صحت خام پیدا در کر خدا ملک ہی بنا دیا گیا ہے۔

اسی طرح شائع ملک اس ملک کی سب کار گیری اور سب تجارت انگریزوں سے فرق کر لی
پھر یہ ملک کمپنی کے اقتدار سے ٹکرا ٹکڑے کے ماتحت ہو گیا۔ اس وقت خیال ہوا تھا کہ اب کچھ
سہارا کی ضرورت نہ رہے گی۔ مگر وہ خیال امید و ہوم پر مبنی ثابت ہوا۔ ایک ڈوبتے کو ڈوبنے کی مزید کوشش
کی گئی۔ روایت کے کپڑے پر جو غور و اہمیت حاصل تھا وہ بھی ۱۸۹۶ء میں اٹا دیا گیا اور بہتوں
کی کلون پر ۳۳ فیصدی محصول لگا کر تجارت کو بے اثر کر دیا۔ کپڑے کو ڈوبنے کی کوششیں کسی طرح سے
بھی قابل ستائش نہیں رہیں۔ یہ ہے کہ یہ ملک ایک خود مختار ملک نہ رہا۔

کیا انگریز ہمکے گروہ میں؟

اس معنون کا ترجمہ جو تکمیل پر آج نے سودیشی تحریک کے زور و شور کے زمانہ میں شائع ہوا کوہ شی
زبان میں لکھا تھا۔

موجودہ سودیشی تحریک میں اس ملک کے طالب علم بھی شامل ہیں۔ یہ ملک میں تو گویا سودیشی
تحریک کا سارا دار و مدار ہی طالب علموں پر قائم ہے۔ یہاں یہ تحریک کے روح رواں ہیں ان کی
بدولت وہاں سودیشی تحریک کو اس قدر کامیابی ہوئی مگر ان میں بہت بڑا کٹھن تھا تو ان کو بڑا ناگوار گزار
اور انہوں نے جھٹ اپنے خود مختار و خود مختاران سے ان طالب علموں پر جو سودیشی تحریک کے حامی
تھے۔ طریقہ طرح کی سختیاں کرنی شروع کر دیں کہ انہوں کو اس کے علاوہ کو دیا گیا کچھ امتحان سے
خارج کر کے سکولوں پر جو زمانہ کی پوچھا جوتے تھے اور سمجھا کہ ان کے لئے سکولوں میں
صرف اس تصور پر کہ وہ سودیشی تحریک کے حامی ہیں۔ ان کے لئے کوئی امتحان نہیں ہے اس کے
علاوہ بہت سے سکول اور کالجوں میں اس کے علاوہ ان کے لئے سکولوں نے صاف الفاظ میں اپنی رائے
کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان طالب علموں کو سودیشی تحریک سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا چاہئے یہی
ان کے لئے ایک حد ہے۔ ان کے لئے سکولوں میں ان کے لئے کوئی امتحان نہیں ہے اس کے علاوہ ان کے لئے سکولوں میں

[illegible]

سے بڑھ کر کوئی پاک چیز نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی آدمی صرف خود غرضی سے اپنا پیشہ کرنے کی
 خاطر اس طرح کے کام کرتا ہے تو اس کا دل بڑھتا ہے اور اس کی سب سے اونچی چوٹی سے پیدا
 ہونے والے انداز سے اس کا دل بڑھتا ہے۔ چاروں طرف سے اس کی توجہ ہوتی ہے۔ اس کے دل میں
 نہیں کہ وہ اس کو اس سے آج اس زمانہ میں ہمارا ملک بڑھائی کے لیے چاہتا ہے اور اس ملک
 کو تعلیم دینے کے لیے۔ بلکہ اس کی توجہ اس کے ہاتھ ہے اور اس کی توجہ اس کے دل میں اس خواہش کا
 پیدا ہونا ہے کہ وہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 اور اس ملک کے باشندوں کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں اس کے ہاتھ میں
 رہا یا کہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 سچے۔ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 کرنے پڑتا ہے۔ یہ وہ ہے کہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 ہے اور اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 ہوا ہے اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 کہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 کی تعلیم دینے کا انتظام کرے گی اور اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 یہ ہے کہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 ضروری ہمارے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 میں جو اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 کہ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 سچے۔ اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 سب سے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 پر آنا ہی اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں
 اپنے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں اس کے دل میں

پڑھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس تحریک میں کتنے گورنر کتنے ممبر اور کتنے طالب علم شامل تھے۔ بھارت
 کی تاریخ بھی اس بات کی تہادت دیتی ہے کہ اس ایک کی پیشکش اور ملکی تحریکوں کے پھیلنے کے گورو
 اور پرنسپل طالب علموں کا اثر اچھا رہا ہے۔ پتے گوروں اور دانشوروں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے انجمن
 طالب علموں کو ملکی خیر خواہی کے مفاد میں اچھی طرح بکھارے۔ اور انہیں یہ یقین دلائے کہ ان کے دل میں محبت
 اور پیش پیشگی کا بیج جو کران کی طبیعت اس طرح کی بنائیں کہ وہ جب تک زندہ رہیں اپنے فرض سے
 کبھی ہٹ نہ سکیں۔ جو گورو ویاکھٹہ اپنے پرنسپل راجہ کے نوکر ہیں۔ جو ملکی پیشگی راجہ کے قانون کے
 مطابق اپنے طالب علموں کو بیوقوف بنانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ان کی حالت میں لکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور
 پھر پھر اپنے پیشگی کی خاطر اپنے پرنسپل کو یہ یاد دلاتے ہیں کہ ان کی کوششیں اور ان کے قانون کے خلاف
 تعلیم ہوتی ہے۔ اور انہیں سوچنی کا دعویٰ ہر سترہ سوچنے کے بعد انہیں وہ پتے گورو نہیں ہیں۔ مذکورہ
 سطور سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمارے گورو گورو پتے گورو کی اور ملکی تعلیم لینے کے بالکل
 ناقابل ہی نہیں بلکہ ہماری ترقی تعلیم کے حق میں ہیں۔ ہم اپنے تعلیم کو وہ انجمنی زبان اور قانون کے
 ماہر اور سکسیر کیسے بلکتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی
 ملک کی انجمن ترقی کی تعلیم نہیں ہے۔ یہ تعلیمیں گورو ویاکھٹہ کے دل میں ایک شخصیت گورو ویاکھٹہ ہیں۔ ہمارے
 ملکی تعلیم ہمیں ہمارے ہی پتے گورو اور پتے گورو کے لئے ہیں۔ یہ تعلیمیں ہمارے لئے ہیں۔ انہیں ہمارے
 ہیں۔ ملکی خیر خواہی۔ قوی ترقی۔ ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی
 تعلیمیں پڑھتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں۔ ان کے
 دوسرے جذبہ اور ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں۔ ان کے پیشگی کی تعلیمیں پڑھتے ہیں۔ ان کے
 فرض کے خلاف تعلیم نہیں ہے۔ یہ تعلیمیں گورو ویاکھٹہ کے دل میں ایک شخصیت گورو ویاکھٹہ ہیں۔ ہمارے
 والا ہے۔ ہمارے ہمارے ہی پتے گورو اور پتے گورو کے لئے ہیں۔ یہ تعلیمیں ہمارے لئے ہیں۔ انہیں ہمارے
 چیمبر لین کی تحریک میں انگلیش کی اسکول اور سکسیر پتے گورو ویاکھٹہ کے طالب علموں کی پرستہ ہماری
 سوچنی تحریک میں ملکی طالب علموں کو شمولیت سے بھی نہ لے کر اس طرح اور سکسیر پتے گورو ویاکھٹہ کے
 اور بھارت کے کالجوں اور سکول کے پتے گورو ویاکھٹہ کے ملکی خیر خواہی پر آزادی سے لکھ پڑھتے
 ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہم گورو ویاکھٹہ کے گوروں اور سکسیر پتے گورو ویاکھٹہ کے ملکی تحریک پر لکھ پڑھتے

[illegible]

[illegible]

سنجیو جی کی جاتی تھی۔ انگریزی راج میں ہند سے اترم کہنے پر سترادی جاتی سب اور وطن کی جگہ کے
 مضامین لکھانے سے روکا جاتا ہے۔ مغلیہ عہد حکومت میں لوگوں کو کہا جاتا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ
 ہندو قہاری خیر لے گی۔ اس زمانہ میں لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ ہند سے اترم نہ کہو ورنہ ہندو
 قہاری خیر لے گی۔ خیر گھرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ واقعہ ایچو رکھن سے
 ہوا اور ہندوستان کے حق میں انجام کار نیشہ ثابت ہو گا۔

خوشحالی

ہندوستان کی سرکار کی خود مرضی نہ ایسی نے مدت ہرئی یہاں کی مال ترقی کا ظن
 کر ڈالا ہے۔ ایک اس وقت ہندوستان میں بھی ترقی کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ جو صورت پہلے
 کی ریل پٹی کا بھوت چاروں طرف کھیل رہا ہے۔ اکثر پورن فاشی اور اناکس کو بھوت سر
 میں گھسا کر تباہ اور پہلے جنم میں جس نے شے ستایا ہو ہے اس کی اناکس کے ذریعہ سے
 اپنی کل کا اظہار کیا کرتے ہیں۔

ہندوستان کی خوشحالی کے ریل پٹی کا بھوت بھی سال میں دو دفعہ انگریزوں کے سر
 پہ چڑھتا ہے۔ پہلی دفعہ یہ بھوت لکھتے ہیں گوانٹا ہند کے سر پہ چڑھ کر کھینچتا ہے۔ دوسری
 مرتبہ یہاں کے سر چڑھنے کے اثر سے ریلوے کے ذریعہ ہند کے سر پہ چڑھ کر بھوت چڑھ کر
 لکھتا ہے۔ ہندوستان کی محبت ہندوستان میں جس وقت ہندوستان کی محبت چڑھ کر بھوت چڑھ کر
 سب سے مباحثہ ہوتا ہے اس وقت خوشحالی کا بھوت سرکاری عہدوں کے سر پہ چڑھ کر کھینچتا ہے
 محبت ہندوستان کی کسی بحث کو لے لیجئے ہندوستان کے خزانچی صاحب نے اس میں یہاں
 کی خوشحالی کا گیت گایا ہو گا۔

اس وقت اگر خزانچی صاحب سے پوچھا جائے کہ بھتی تو کون ہے تو ان کے سر پر
 کا بھوت چڑھ کر دیکھا کہ ہندوستان کی ریل پٹی ہوں۔ اگر خزانچے سے دیکھنا جائے تو لکھتے
 اور ولائت میں ہندوستان کی آمد و خرچ پر بحث مباحثہ ہوتا ہے وہ کچھ اور نہیں۔ اسی بھوت

کی ریشہ نیا بنٹ ہے اور اس بڑے بڑے شہر کے ہندو کہہ سکتے ہیں کہ یہاں کے چھوٹے چھوٹے
سوداگن اور کچھ نہیں۔

یہ خوشحالی کی بحث کا تادم ہر سال ایک سا اور ایک ہی ڈھنگ کا رہتا ہے۔ ہندوستان
کی حالت کیسی ہی ہو لیکن سالانہ ساٹھ ہزار کی تنخواہ بھٹکانے والے خزانچی صاحب خوشحالی کا ہی
گیت گایا کرتے ہیں۔ لوگوں میں شراب خورائی کی کثرت بڑھنے لگی تو خزانچی صاحب نے ترقی کی
چرخ ماری کیونکہ جب لوگ شراب پیتے ہیں تو ضرور بچاؤ مالدار ہو گئے ہونگے حکام کی یہ دلیل
بالکل سیدھی ہے کہ کوئی شخص ہر دن شراب کے پینے پر مالے پی جاتا ہے اتنے ہی مال کا
آمدنی لے ہونا چاہیئے۔

نمک پر محصول لگا یا جاتا ہے تو اس سے ہندوستان کی ترقی ثابت ہوتی ہے اگر گھٹایا
جاتا ہے تو بھی ترقی ہی ثابت ہوتی ہے۔ آمدنی بڑھیں گے تو ہندوستان کی خوشحالی کو پایہ ثبوت
تک پہنچانے میں کوئی حجت ہوتی ہی نہیں۔ غلات اس کے اگر محلات اس کے اگر محلات اس کے اگر محلات اس کے اگر محلات
ہی ہے۔ اگر بلاتوں سے لوگ کم مرے تو کہا جائے گا کہ لکھتے ہی ہو گئے۔ اگر زیادہ مرے تو ان کا کوڑ
پتیلوں میں شمار ہے۔ کیونکہ اگر اس قدر آدمیوں کے مرنے پر ان کے جلائے کے لئے سب لوگوں کے
پاس کاغذیاں اور کفن کو کپڑا موجود ہے بقول حکام وہ غریب کیسے ہو سکتے ہیں۔ شراب کا ہنگام
بڑھیں صرامکاری کے آڈے بڑھیں۔ رنڈیوں کے چلنے بڑھیں۔ تو لوگوں کی مالدار بھی بڑھتی
ہی چاہئے۔ سب آزاد ملکوں میں ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جن ملکوں سے لوگوں کا ہنگام
برباد ہوتا ہے جن باتوں سے یہ جان اور کمزور رعیت کی بیوقت موت ہوا کرتی ہے ان
کے کم ہونے سے لوگوں کی حالت اچھی ثابت ہوتی ہے لیکن ہندوستان کا باؤاؤم تو بالکل
ہے۔ تم شراب خور ہو۔ قحط میں پھر منی چوڑو۔ پھر بھی حکام کو چھپا دینے والا قانون موت پھیل
کھلا کر پی جلائے گا کہ تم مرے کرتے ہو۔ عیش اڑاتے ہو۔

اب تک شراب سے نمک سے رنڈی سے۔ ہنگ سے اور ہندوستان کی صنعت اور صرف
فلک میں ملانے والی برہمنی تجارت سے ہندوستان کی خوشحالی ثابت کی جاتی رہی ہے لیکن اس
مرد ہندوستان کی دو تہائی ثابت کرنے کے لئے ہندوستان کے خزانچی بیکو صاحب نے ایک نئی

دلیل کی وجہ سے ہی بس بے بڑھگئی ہے۔

یہ نئی دوا ویل صرف تھوڑی دوز سے ہر دستا نیل کی دوا مقرر کی جا سکتی ہے یہ دوا ویل بالکل
 اپنی ہی نہیں۔ کیرنکو سال گزشتہ میں گورنمنٹ بھیجی گئی تھی اسے استعمال کیا تھا۔ لیکن یہ سبب یہ کہ
 میں گھٹس آنے پر اسے ایک خاص غصت حاصل ہو گئی ہے۔

ہندوستان کے جج جج کے اعداد و نسب کی پیش کرتے ہوئے بیکر صاحب نے دو چیزوں
سے ہندوستان کی خوشحالی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ تھوڑے تجارت کی ترقی اور مزدوروں
کی مزدوری بڑھ جانا۔ بقول منتریکریم آثار ہندوستان کی خوشحالی بڑھنے کے ہیں۔ وہی بالکل
لکھنؤ وغیرہ اضلاع میں بھیا نکمال پڑا ہے۔ پنجاب بنگال۔ وسط ہند مدھیا جات مشرق
میں کم و بیش تھوڑے موجود ہیں۔ یہی حالت تیسرا جج تھوڑے کے امدادی کاموں پر پندرہ لاکھ
سے زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ ^{۱۹۱۰ء} ۱۹۱۰ء اور ^{۱۹۱۱ء} ۱۹۱۱ء کے قحط میں امدادی کاموں اور شہنشاہ
میں جیسے آدمی تھے اتنے اب نہیں رہا ہے۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرکار کی دوزخ قحط کی
بھیننے کی طاقت رعایا میں آگئی ہے۔ گزشتہ آٹھ دس سال کی نسبت رعایا کی حالت اب
ایسی نہ ہو سکتی ہے کہ اب وہ قحط سے نہیں ڈرتی۔ جیسے پہلے قحط کی وجہ سے لوگ حیران
ہو کر ادم اور ہر جاگرتے تھے۔ ایسے اس مرتبہ نہیں پہنچے کہ اس سے یہ نہیں سمجھا جائے
کہ رعیت مالدار ہو گئی۔ تجارت کے اعداد میں خوب ترقی ہے۔ تجارت میں لگنے والے ریشم
ڈھانٹے سرکار کا نام کیسے دم آئے۔ مزدوروں کی شرح بھگت بڑھی ہوئی ہے۔ اور قحط کے کار
تیسرا خزانہ بھی پہلے کی نسبت بڑی کم ہوتی ہے۔ تو یہ پھر ایسا نہیں جیسے کہ رعایا کی حالت
دن بدن بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ اگرچہ ہوسٹن ان سے تو یہی کہ پہلے قحط کی نسبت قحط
بہاؤ چاروں طرف سے ہوتا ہے۔ اگرچہ ہوسٹن ان سے تو یہی کہ پہلے قحط کی نسبت قحط
قحط کے امدادی کاموں پر اس وقت پندرہ لاکھ کامیابی کے لئے چھوڑنے کا کام کر رہے ہیں
سرکار کا کہنا ہے کہ یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیے تھی۔ کیونکہ ایسی نہیں اس لئے یہ
نتیجہ ممکن ہے کہ رعایا کو جیسی خوشحالی نہ ملے جاتا ہے۔ وہ اتنی مشکل نہیں۔

اس کے متعلق سب سے پہلے یہ بتا دیا جائے کہ اس شخص کی زندگی کا کیا حال تھا۔

اگر نگرز لگ جاتے ہیں کہ ہندوستانی آجکل بھی حکومت فرخستہ کی ہے قابل نہیں ہیں لیکن
 بہت کی تشبیہ کرنا بہت مشکل کام ہے دنیا ریاستوں میں ہندوستانیوں کے لئے حکومت سے
 روایت صاف معلوم ہوتی ہے کہ ہم لوگ حکومت کرنے کے لائق ہیں اگر نہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ
 ہم اس کی تعلیم نہیں دیکھتی تو قابلیت کہاں سے آجائے جس طرح پانی میں ڈوبنے کے بغیر تیرنا
 آسکتا اسی طرح یہ سمجھنا نا جواب ہے ہم حکومت کر سکتے ہیں اور اگر نہیں تو ہم حکومت
 دیکھ لائیں بنا کسی ہمارے فانی ہشتات ہیں اگر انگریزوں نے ہندوستانیوں کو یہ تو خود اس لئے
 پر لحاظ پاس بالائے طاق رکھ کر کارروائی کرنا پڑے گا کہ کیا کر سکتے ہیں کیا کیا کر سکتے ہیں
 راستہ ہے اندر یہ وقت ضرورت فاش کرنا ہی پڑتا ہے اگر نگرز لگ جائے تو اس سے
 ہندوستانی انتظام حکومت بھیہ کر سکتے ہیں اس سے نتیجہ نکلتے کا خوف کیا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ
 ہندوستانی لوگ خود اپنے جانوروں سے کہیں سیکھ کر ہم حکومت کرنے کے قابل نہیں ہر اگر ہندوستانی
 انگریزوں کی تعلیم انعام نگاروں کو اس امر کے کئی پہلو ہوسکتے ہیں اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ
 انگریز لگ کئی وجوہات سے ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں مگر ان کی شخص اگر یہ ال
 کرے کہ ہندوستان پر ہنگامہ بنائے لوگ حکومت کرنے کے قابل ہیں یا ہندوستان شلے تو اس کا
 جواب ہر شخص دے سکتا ہے کہ نہیں ہندوستان کی حکومت کرنے کے واسطے ہندوستانی ہی ہونا
 چاہیے ہندوستان میں حکومت کرنے کی بابت انگریزوں کی قابلیت کے ایک تہیں وہ نہیں کئی وجوہات
 ہیں (۱) یہ برقی ہونے کے سبب سے ہندوستان پر حکومت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے (۲) یہ
 کوڑی کوڑی سکے لئے محتاج بنا کر ہائی کی دولت اپنے ملک میں تو ہندوستان کے ماحول وہ حکومت
 کرنے کے لائق نہیں (۳) سب لوگوں کو ایک جگہ سے نہیں دیکھتے۔ اپنے قومی بھائیوں کو بڑی
 بڑی تنخواہوں اور زعم داری کے عہدوں پر مقرر کر سکتے ہیں ہندوستانیوں کو شیخہ درجہ اور
 ستیجہ لوگوں میں جیتے ہیں اس وجہ سے وہ ہندوستان پر وہ حکومت چلانے کے قابل نہیں ہیں (۴)
 بریٹش دہرم جو ہر شخص کے سبب سے بیان کے ہندوستانیوں کو درمل کرنا کے نہیں ہستی وہ کوڑ کرنا
 کئی انگریزوں کا فرض ہو گیا ہے اس لئے وہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں (۵) ان کے
 عملی میں ہندوستان کی دولت کی روک ٹوک ٹوٹے ہوئے ہے جس سے یہاں کے لوگوں

میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے ہندوؤں کی تاریخ میں سیراجی ہی ایک اہم باب بن سکتا ہے۔ اس کا نظریہ ایسے وقت میں ہوا جب کہ تمام قومیں بڑی سے بڑی تہذیبوں اور اس بہادر نے اپنی قربانی اور حوصلہ سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ ہندوستان وہ ملک نہیں ہے جس کا خدا نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت ہندو مسلمانوں میں ناچاقی تھی اور سیراجی کو جو کہ مسلمانوں کے مذہبی اصولوں کی تعظیم کرتا تھا یہ خیال نہ ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں کے لئے وہ لوگوں کے لئے ناقابلِ برداشت ہو گئی تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب جب کہ مسلمان اور ہندو دونوں قوتوں سے ان کی طاقت چھن چکی ہے اور دونوں پر ایک ہی طرح کے قوانین اور قواعد سے حکومت ہو رہی ہے۔ وہ ایک ایسے شخص کو جس نے اپنے زمانہ کی ظالمانہ حکومت کے خلاف قیامت مبارک نہ جگمگ کی ہو ایک سبب پارہ تسلیم نہ کریں۔

اس بات کی نہ تو یقین کی جاتی ہے اور نہ ہی صورت میں فوج کی جاسکتی ہے کہ ہمارے موجودہ نسل وہ وسایل اختیار کرے جو سیراجی نے کئے تھے۔ اس کے متعلق جو الزام ہمیں سے بڑے دل آغواں کو خورندہ کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے وہ محض ایک گھڑی کی اہل قلم حضرات کے دماغ کی سرسبز غلط اختراع ہے۔ یہ کوئی خواب میں بھی نہیں لاسکتا کہ سیراجی کے زمانہ کے تمام واقعات کی نہانہ حال میں تقلید کی جائے۔ یہ جوش و حوصلہ تھا جو سیراجی کے کانٹا میں کام کرتا تھا اور یہی سبق ہماری ترقی کن نسل کو ہر دم پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ہمارے مسلمانوں کے متعلق کتنی بھی حضرات بیانی کی جائے کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور ہم امید اور یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے مسلمان دوست ان مکارانہ چالوں سے ہموک میں نہ آجائیں گے۔ ہمارے خیال ہیں کہ انگریزوں کی اہل قلم اصحاب ہنگامہ خانہ "نفس" کا اور فرانس کے نیپولین انعام کی پوتش پر اس وجہ سے متعزز نہ ہونگے کہ ایسا کرنا دو قوموں کے درمیان مفاہرت پیدا کرے۔ یہاں تک کہ تعلقات کو نہ ٹھنکنا بنائے۔ لیکن اب تک یہ انگریزوں کی تہذیب ہماری لئے ناصح و مفید کا کام دیکر رہے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ اب ہم ان کی سرپیچ پھول کرانے والی چالوں سے کافی غور نہ آگاہ ہو چکے ہیں کہ ان کی بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

سیراجی کا یہ ہمارے مسلمانوں سے مفاہرت پیدا کرنے یا چھڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے

آدمی کنگال ہو گئے اور کرڈوں آدمی پلگ اور قحط سے پٹا پٹ مر رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں
 کہ یہ حکمرانوں کے گناہ کا نتیجہ ہے اس لئے وہ ہندوستان پر حکومت کے ناقابل ہیں۔
 ہندوستان کی حکومت کلاپیہ ہینیک وغیرہ لوگوں کی ناجائز کارروائیوں سے مہل کی اور انہیں
 کا پسپی کے مطابق اس وقت بھی ان کی حکومت چل رہی ہے اس وجہ سے وہ ہندوستان پر حکومت
 کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے وہ انہوں نے اپنے عہد پر سے نہیں کئے اسی سبب سے وہ ہندو
 پر حکومت کرنے کے لائق نہیں ہیں وہ ہندوستان کے قیس کرڈوں گم آواز پوکرواچ کے لئے
 چلا ہے ہیں اس پر قوج دینا تو درکنہ ان کے کان میں بھنگ تک نہیں پڑتی اس باعث وہ
 ہندوستان کی حکومت کرتے لائق نہیں ہیں (۹) ڈولہوڑی صاحب کے عہد میں دہلی راج پور
 راج فیئر کسی سبب کے خلاف کر نیچے باعث وہ ہندوستان پر حکمرانی کرنے کے لائق نہیں ہیں (۱۰)
 انہوں نے ہندوستان کی تجارت بالکل سسٹیا کر دی اس وجہ سے وہ حکومت کرنے کے قابل نہیں
 ہیں اکثر لوگ سمجھیں گے کہ یہ تو چند وجوہ تھیں کہ ان کو بارکھا چاہئے کہ مینار درجہ لائی
 نہیں کریں مہل بات ہے کہ مذکورہ صدر بہ صاحب اور جرجن نہیں کئے گئے ان کے ثابت
 ہے کہ انگریز لوگوں کو ہندوستان میں حکومت کرنا بالکل ٹریب نہیں دیتے۔ باریوں سمجھتے کہ ان کا
 قابلیت نہیں ہے لیکن یہ باتیں لوگ اپنے دل میں لکھے ہوئے ہیں ظاہر نہیں کرتے۔ اگر انگریز
 لوگ ہندوستان پر حکومت کرنے کے قابل نہیں ہیں آخر یہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں تک نوبت
 نہ آئے اور ہندوستان کو رفتہ رفتہ حکومت خود استیاری مل جائے تو اس میں انگریزوں کا
 فائدہ ہے۔

ہمارا قومی بہادر بیوی

اس مضمون کا ترجمہ جو مکتبہ انجمن نے ۲۴ جون ۱۹۰۷ء کو اپنے انگریزی اخبار مرثیہ میں شائع کیا تھا
 بہادر پرستی کا جذبہ اس فیضیت میں بہت گہرا گھر گئے ہوئے ہے۔ ہمارے قومی
 کے لئے اسی طاقت کی اشد ضرورت ہے۔ جو کہ صرف سوڈانی بہادر کی پشتیں سے پیدا ہوا ہے۔

ایام قید

میں نے یہ سب جو تک جانچنے والی ۱۹۱۸ء میں اپنی رہائی کے بعد اپنے انگریزی اخبار "مرٹھ" میں
ظاہر کئے تھے۔

سزا کا حکم ہونے کے بعد مجھ کو اپنے کسی رشتہ دار تک سے بدلے کا موقع نہیں دیا گیا۔
میں سب سے پہلی جیل میں جب دس دن کے اندر میرا وزن دس پونڈ کم ہو گیا تو انسپران جیل کو بھیج
ہوا کہ کہیں میں حقوق طلب عورتوں کے مشہور ہتھیار فاقہ کشی کی پڑتال کر تو کام میں نہیں لارہ
اس لئے کھانا کھا۔ اس کے وقت میری خاص نگرانی ہونے لگی جس سے کہ انسپران جیل کو
معلوم ہوا کہ میری سب سے بڑی شہرہ کن سنویشنسٹ ہے کہ (اور پھر انہوں نے میری خوراک میں دھ
گھی کا اضافہ کر دیا اور میری صحت کو خراب کرنے میں مجھے کوئی کام نہیں دیا۔

۱۲ ستمبر پہلی جیل کا جیل میری کوٹھڑی میں آیا اور مجھے دس سے نو سال کے اپنے دفتر میں
رہا گیا۔ اس کے بعد سے قید خانہ کا لباس اتار کر مجھے گھر کی پڑتال کر کے جیل میں سزا ہونے کے وقت
پہننے پر کے تھادی گئی اور میں ایک گجراتی برہمن قیدی کی طرح ایک گورے کے لباس پہن کر اور مسلمان
پیس پہنوں کو مارا ان میں سنیشن پر لایا گیا جہاں ایک گاڑی ہمارے انتظار میں تھی۔ اس وقت
مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مجھے کہاں بھیجا جا رہا ہے۔ اور نہ یہ معلوم ہوا کہ میری سزا قید یا شفقت
سے تبدیل ہو کر قید محض رہے گی۔ اگرچہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میری سزا قید یا شفقت
اس میری سزا تبدیل ہونے کے متعلق احکام آگئے تھے۔

اگرچہ میری اس تبدیلی مقام کی خبر کو نہایت اقبال کے ساتھ ساتھ پشیدہ لکھا گیا تھا لیکن اس وقت
جانے میں گاؤں کے لوگوں کو کس طرح اس کا پتہ لگ گیا کیونکہ جب گاڑی اس سنیشن پر پہنچی
تو میں نے سنیشن پر تلک ہالاج کی بجائے اس کے لئے سٹنڈ۔ اگرچہ گاڑی میں بند ہونے کے باعث
میں اپنے پریمیوں کے پریشن نہ کر سکا۔

میں نے پہنچنے پر مجھے ایک دفعتی کشتی پر سوار کر کے فرجیا جہاز پر پہنچایا گیا۔ اگرچہ یہ تمام جہاز

منعقد نہیں کیا جاتا زمانہ بدلتا رہتا ہے اور جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے جہاں تک ملک کی
 سیاسی حالت پر توجہ ہے۔ مسلمان اور ہندو ایک ہی کشتی میں اور ایک ہی سطح پر ہیں۔ کیا یہی
 حالت میں دونوں سیراجی کی زندگی سے زندگی یا سبق حاصل نہیں کر سکتے؟ آخر سوال یہی ہے اگر
 اس کا جواب حقیقت میں ہو تو یہ معمولی بات ہے کہ شیواجی صاحب شہر میں پیدا ہوا تھا۔ بنگال کے
 چوٹی کے ہندوستانی اخبارات مثلاً تریکا اور بنگال نے بھی اس سوال کو اس روشنی میں دیکھ کر اس کی
 تشریح کی ہے اور اب سوالیہ کے ہر دو متعلقین کے لئے انگلو انڈین لوگوں کے ذہن پر یہ مشورہ
 کر دینا قابل تہنیر کرنے کا بہت کم موقع ہے۔ اگر اکبر یا کسی دوسرے قدیم تاریخی ہیرو کی شان
 میں کوئی تقریب جاری کی جائے تو ہم اس کے خلاف نہیں ہیں لیکن ایسی تقریروں کی اپنی قدر
 قیمت ہوگی اور سیراجی کے میلے کو تمام ملک میں جو خاص عظمت و وقعت حاصل ہے وہ ہی ہے
 اندر اس بات کا خیال رکھنا ہم سب پر فرض ہے کہ ایسے اہم میلے کی خصوصیت کی نظر انداز
 یا خلاف بیانی نہ کی جائے۔ ہر ایک بہادر خواہ ہندوستانی ہو یا یورپین اپنے زمانہ کی ضرورت
 کے مطابق کام کرنا ہے۔ اس لئے ہم کو اس کے کارناموں کا اندازہ اس کے زمانہ کے معیار
 سے لگانا چاہئے۔ اگر اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو سیراجی کی سوانح عمری میں کوئی بات بھی
 نہیں ملتی جس کو مستثنیٰ کیا جاسکے۔ بلکہ بیا کر میں نے عرض کیا ہے اتنی دوجر جانے کی ضرورت
 ہی نہیں بجز شہسیراجی کو قید و جلا کر درجہ دینے سے ہے وہ اس کو کام ہی نہیں بلکہ گرم زوی
 اور جوش و حرص ہے جو اس کے اندر ہمیشہ موجزن تھا۔ اس کی زندگی سے یہ صاف عیاں
 ہے کہ ہندی اقوام میں وقت ضرورت قابل رہنما پیدا کرنے کی طاقت اتنی جلد متنب نہیں ہوتی۔
 یہ سبق ہے جو کہ ہندو مسلمانوں کو اس مرثیہ سردار کے تاج و تخت سے لے کر سیراجی کا میلہ اس وقت
 کو یاد دلانے کے لئے ہے۔ یہ فرض کر لیا کہ سیراجی کی پرستش کے ساتھ ساتھ مسلمانوں اور گورنر
 کے ساتھ جنگ کی بھی دعائیں مانگی جاتی ہیں سراسر غلط بیانی ہے محض اس زمانہ کی سیاسی حالات
 سے ایسا اتفاق ہو گیا کہ سیراجی مرثیہ قوم میں پیدا ہوئے۔ لیکن کون کہہ سکتا کہ ہندوستان کا آئندہ
 زمانہ اہل پیدا ہوگا۔ شکر وہ مسلمان ہی ہو۔ اس سوال کا حقیقی پہلو یہی ہے اور ہمارا خیال ہے
 کہ انگلو انڈین اس طرف سے ہماری توجہ نہانے میں کامیاب ہوں گے۔

سپاری وغیرہ کی اجازت ہو گئی اور پونک اپنے گھر کی ہی پہننے کو ملتی رہی۔
 اس چھ سال کی مصیبت میں میرے پانچ چھ وراثت گر گئے۔ سر کے بال سفید ہو گئے
 وزن اور طاقت بھی کم ہو گئی۔ دماغ پر بھی بہت زور نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن بائیں ہاتھ میں اس
 چھ سال کی مصیبت کا اپنی صحت اور طاقت پر کچھ بہت اثر محسوس نہیں کرتا۔

چھ سالہ مصیبت کی داستان

ربیع الثانی خیالات کا مفہوم جو پہننے اپنی چھ سالہ مصیبت کے آیام کے متعلق اخبار گیارہ پرش
 کے نامہ نگار سے بیان کئے تھے۔

جب جمعہ ڈاؤرنے مجھے چھ سال قید سخت عبور دریائے شکر کی سزا دی تو مجھے ایک
 موٹر میں سوار کر کے دہاکشی سٹیشن پر پہنچایا گیا جہاں مجھے احمد آباد لے جانے کے لئے ایک پہلی کلاس
 پہلے سے تیار کھڑی تھی۔

احمد آباد میں ۱۳ ستمبر ۱۹۴۸ء تک رہنے کے بعد مجھے مائٹلے مسجد گیا جب بائیں ہاتھ
 سزا میں تبدیل نہیں ہوئی مجھ سے معمولی قیدیوں کا سا برتاؤ کیا گیا۔ ذوقِ صحت اتنا تھا کہ مجھے
 بیڑے میں نہیں ڈالی گئیں۔ یہاں زیادہ میعاد کے قیدیوں کو اکثر ڈالی جاتی ہیں۔ احمد آباد جیل میں
 مجھ کو دس دن زبردست خطر کھا گیا۔ یہاں مجھے کوئی کام نہیں دیا گیا بلکہ جیل کے اندر خیرات
 کا ہی مجھ پر اتنا اثر پڑا کہ میرا وزن دس پونڈ کم ہو گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر کے حکم سے مجھے مائٹلے
 اور گئی ملے لگا۔

مائٹلے جیل میں پہنچنے کے بعد مجھے سزا میں تبدیلی کے حکم سے اطلاع دی گئی۔ مائٹلے جیل میں
 جہاں مجھے نہ کیا گیا نہ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سب سے پہلے کیا گیا۔ یہاں
 دس سال کے قیدیوں کے ساتھ ساتھ ایک سو سال کے قیدیوں کے ساتھ بھی رہا۔ یہاں
 چار درجہ کی رہائی تھی۔ بلکہ صرف ایک درجہ کی رہائی تھی اور اس کے بعد ایک سو سال کے قیدیوں کے ساتھ
 میں قفل لگ جاتا تھا۔

موجودہ جنگ کے متعلق ہمارا رویہ

دینی ملک ہمارے اس دشمنوں کا ترجمہ جو انہوں نے آغاز جنگ کے لیے کیا ہے، اگست ۱۹۱۴ء کے اخبارات میں
چھپنے لگا ہے۔

دو ماہ پیشتر تک میرے دوست پرانا میں میری واپسی پر مجھے مبارکباد دینے کے لئے آئے
تھے تو میں نے ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں ایک طویل عرصہ تک گہری پسند
سننے کے بعد واپس آیا ہوں۔ اس وقت سے لیکر مجھے اپنی معلومات کے سلسلہ کو جوڑنے اور
واقعات سے آگاہی حاصل کرنے کے مواقع ملتے رہے ہیں جو میری چھ سالہ غیر حاضری کے
دوران میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پسینے کی بجائے جیسے قوانین
کے پاس ہونے کے باوجود مجھے امید ہے کہ ملک اپنی منزل مقصود کی طرف استقلال کے ساتھ
پیش قدمی کر رہا ہے۔ سلامہ دار کے وزیر ہند اور لارڈ مشو اسٹرے نے ہند کے زمانہ حکومت میں جو
اصولات رائج کی گئی تھیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ترقی پسندانہ تبدیلی سے جلدی
جو رہی طرح آگاہ ہے اور لوگوں کے انتظام حکومت میں زیادہ حصہ لینے کی خواہش مند ہے۔ اس
سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حاکم و محکوم میں باہم اعتماد ہے اور رعایا کی شکایات کو دور کرنے
کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مجھے یقین کے ساتھ امید ہے کہ آخر کار آئینی اصلاحات کا نتیجہ بہت
اچھا نکلیگا۔ ممکن ہے بعض اصحاب کے نزدیک یہ خیال مد سے زیادہ ہے لیکن میرا اس
پر پورا پورا عقیدہ ہے اور میری رائے میں صرف یہی عقیدہ اپنے ملک کی بہتری کے لئے
گورنمنٹ کے ساتھ ملکر کام کرنے پر اجماع رکھنا ہے۔

میں ایک اور معاملہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری
چھ سالہ غیر حاضری کے دوران میں ہندوستان کے انگریزی اخبارات اور انجمنستان کے
اخبارات میں میرے افعال اور میری تحریروں کی نسبت یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے
کہ ان کے ذریعہ براہ راست یا باغی وسطہ لوگوں کو اس شخص کا رور وایا کرنے کی ترغیب دی

گئی ہے میری تقریروں کا مقصد ہندوستان میں برٹش حکومت کو اسٹن ظاہر کیا گیا ہے۔ مضر چرل کی کتاب اس کی ایک مثال ہے۔

مجھے انوس ہے کہ یہ کوشش اس وقت کی تھی جب کہ مجھے اپنی صفائی پیش کرنے کی آزادی نہیں تھی لیکن میرا خیال ہے کہ ان بے بنیاد الزامات کی تردید کرنے کے لئے مجھے اولین موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ وہی اصحاب کی طرح جو پریسنگ کام کرتے ہیں۔ مجھے بعض کارروائیوں کے تعلق اور کسی حد تک اندرونی انتظام ملک کے تعلق کو رنٹ سے اختلاف رائے ہے لیکن اس کا یہ مطلب نکلنا بے معنی ہے کہ حصہ ملک بحکم کی گورنٹ کے تعلق میرا توجہ بذات پر مبنی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آئرلینڈ کے ہوم کنٹرول آرگنیزیشن میں برٹش حکومت کو اسٹن کی نہیں بلکہ انتظام حکومت میں اصلاح لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تاہل نہیں کہ ہندوستان کے مختلف حصوں میں جو اسٹن کارروائیاں کی گئی ہیں وہ میری نظر میں نہ صرف قابل اعتراض ہیں بلکہ انہوں نے بہت حد تک ہمارا پریسنگ ترقی کو بھی روک دیا ہے جس کو میں پہلے بھی کئی موقعوں پر کہہ چکا ہوں۔ یہ کارروائیاں اہل ملک کی طرف سے غفرانہ و طاقت کی گتھی ہیں۔

یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ برٹش راج نے ہندوستان میں حکومت کے جتنی طریقوں سے ملک ان کے دھم ملک کی مختلف قوموں کو باہم متحد کر سکے بھی ہندوستان کو بہت فائدہ پہنچا رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گیا کہ وقت باکرہ ہندوستان کی ایک متحدہ قوم عالم وجود میں آئے گی۔ میرا یہ عقیدہ نہیں کہ اگر ہم بڑا بڑا پرستہ انگریزوں کی بجائے کسی اور قوم کی حکومت ہوتی تو وہ ایسا قوی نصب العین قائم کرنے میں ہماری مدد کرتی نہ تھیں جس کے دل میں ہندوستان کی بہتری کا خیال ہے۔ اس بات سے اور برٹش راج کے دیگر فرائض سے پوری پوری طرح آگاہی موجودہ جنگ میری رائے میں ہمارے لئے ایک طرح پر ایک بیکت ہے۔ کیونکہ اس سے ہمارے دلوں میں عالمگیر طور پر سخت برطانیہ کے ساتھ وفاداری کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ جنگستان کو شہنشاہ جرمنی کی کارروائی کے باعث ایک کمزور قوم کی حفاظت کے لئے شریک جنگ ہونا پڑا ہے۔ ایسے موقع پر ہم ایک ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ خود بخود بھر گورنٹ برطانیہ کو امداد سے مدد دے۔ میری رائے میں اب باقی تمام باشندگان ہندوستان کا ایک جگہ جس

جو بیانات میری گفتگو کی بابت جو شرتھی بیٹھی سے یا سٹرو باراؤ سے ہوئی شائع ہوئے ہیں
اُن میں میرے بیان کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے۔

بیٹھی مشہر میں جو مڈریٹ ہیں اُن کو تجویز کا طرہ بند نہ پڑا۔ پہلی مہم سٹرو باراؤ
کے سپرد کیا گیا تھا اور اس موقع پر مجھے یہ امید نہیں تھی کہ اس تجویز کو کامیابی ہو سکے۔
جو اندیشے تھے وہ تجویز سے بالکل حق بجانب نکلے۔ سٹرو باراؤ نے اس بیان میں جو چیزیں
میں ضروری کو شائع کیا گیا تھا بتایا ہے کہ ان کو معلوم ہو گیا کہ بیٹھی کے مڈریٹ سٹرو باراؤ
امر کے قطعی طور پر مخالف تھے کہ ڈیگیٹیوں کے انتخاب کا اختیار پبلک صلیوں کو یا خود
انتخاب حلقوں کو دیا جائے اور سوال متنازعہ کے متعلق ایک گستاخی یہ ہے کہ ان لیڈروں کا
یہ اندیشہ بہت کچھ کیا گیا تھا کہ کانگریس میں اگر سٹرو باراؤ اور اُن کے ہم خیال داخل ہو گئے
تو کانگریس کو بڑا بچہ خطرہ پیش آئے گا۔ یہ کہ خفیہ دیکھ سکتا ہے کہ صبح کے متعلق نامہ پیر
کی اصل وجہ کیا تھی اس سے قطع نظر کہ اسے بائیں پور میں مستحکم میں کیا واقع ہوا یہ
واقعہ نہیں کی گئی تھی کہ اس کے بعد سٹرو باراؤ کانگریس کے نظام میں مجوزہ ترمیم کی تائید
کرتے رہیں گے۔ نیز نہ وہ ترمیم انہوں نے مانگے تھی اور اب شائع کی گئی ہے۔

میرا گفتگو سٹرو باراؤ کے ساتھ جس کا سٹرو باراؤ نے بیان میں اس قدر طرہ
باندھا گیا ہے۔ سٹرو باراؤ کو کسی سے یاد مانہ واپسی کے بعد ہوئی تھی یہ وہ دھبہ کی
بات ہے اور سٹرو باراؤ نے اس کے متعلق سٹرو باراؤ نے بیان میں اس قدر طرہ
ہوئے اس تجویز کی بابت ذکر کیا ہوگا اور بحث کی جا رہی ہے کہ سٹرو باراؤ نے گفتگو
کے دن میرے ساتھ بیٹھی کے مڈریٹ لیڈروں کی روش کے متعلق ذکر کیا تھا جب میں
دوسرے دن سٹرو باراؤ سے ملنے گیا تو وہ اس گفتگو کی خاص خاص باتوں کو جو سٹرو
اور ان کے درمیان ہوئی تھیں تجسس میں لاپس تھے وہ مجھے ان کو سناتے جاتے
تھے اور دریافت کرتے جاتے تھے کہ کیا میں اُن میں کوئی تصحیح کرنا چاہتا ہوں میں نے
چند تجویزیاں پیش کیں اور اُن کو سٹرو باراؤ نے اپنے ہاتھ سے میرے یہ کیفیت
اُن کے ہی پاس رہی اور اب اس کیفیت کی ایک صحیح نقل اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

[illegible]

کئے جانے کی جگہ ایک کمیٹی میں غور کرنے کے لئے تجویز کی گئی۔

ممبروں نے اگلی ہونے کی یہ مختصر تاریخیں طے کر لی ہیں اگرچہ باسوباو نے وہ الزام دیکھ کر
لے لیا جو انہوں نے مسٹر گوگل کے کانفیڈنشل چٹھی کی بنا پر میرے خلاف لگایا تھا تاہم
میرے چٹھی کے تین اور تین خفیہ خطوں کے ساتھ ساتھ ایک اور خط اب تک میرے پاس ہے
الزام لگایا ہے جو اس کے ساتھ میرے پاس ہے اور وہ اب تک میرے پاس ہے۔ میں وہ اسٹر
سوباو کے لئے کافی رہا ہے جس سے میرے ساتھ اس گفتگو کی بابت ابھی جو کہ ان کی مینٹی سے ہونے
وہ ابھی ہر لمحہ سے ہوتی ہے اور وہ میری تقریر کے بعض پادروں کے اقتباسات جو اخبار
میں شائع ہوئے اور جو تقریر کے اب سے ۸ سال پہلے ہوئی تھی مختصر یہ کہ مسٹر گوگل نے
کانفیڈنشل چٹھی میں جو الزام میرے خلاف لگایا تھا وہ اس میں اپنے آپ کو حق بجانب قرار
دی کہ شش کر رہے ہیں اور صبح کی تجویز میں ناکام رہے۔ ان کی تمام ذمہ داری کو میرے سر
ڈالنا چاہتے ہیں۔

اب یہی مسٹر سوباو کے ساتھ میری گفتگو کے حصول کی بابت زمانی روٹیں ہیں۔ اس کے
متعلق یہ ضرور کیوں گا کہ میں ان کو حق تسلیم نہیں کرتا اور جو تحریر وہ کہتے ہیں مسٹر سوباو
نے تیار کی تھی اس کے مقابل میں وہ روٹیں کوئی وقعت نہیں رکھتی ہیں۔ اب رہا کہ روٹنٹ
کو پانچ لاکھ روٹنٹ کے الزام اس کی یہ سہیلے ہی صحت الفاظ میں تردید کر چکا ہونا جب تک
کانفیڈنشل چٹھی کے جس میں اس نے یہ الزام لگایا ہے وہ شائع نہ ہو جائے۔ اس سے پیشتر
مجھ سے کسی بات کے کرنے کا اور خواہش کرنا بھروسہ اندازہ نہیں کیا گیا ہے میرا جواب دینے سے
پیشتر یہ الزام کرنے کا حق نہ تھا۔ میرے لئے یہ کہ میں نے مسٹر گوگل کے کانفیڈنشل
چٹھی کے بارے میں اس کے معرفت پہلے سے کوئی اطلاع نہیں دی تھی۔ جس نے یہ لگایا اور اس سے
تقریباً دو سال پہلے میرے خفیہ خطوں میں اس نے یہ الزام لگایا تھا۔ میری گفتگو میں

میرے مسٹر گوگل کا خیال ہے کہ میں ان پر یہ الزام لگاتا ہوں تو ان کے لئے کہہ سکتے
ہیں کہ میں نے ان سے اس الزام کو لگایا تھا۔ میرے کانفیڈنشل چٹھی میں یہ سہیلے تھا کہ
میں نے ان سے اس الزام کو لگایا تھا۔ میرے کانفیڈنشل چٹھی میں یہ سہیلے تھا کہ

فاصلہ پر رہتا ہوں۔ جو گاڑی کی سواری سے دس منٹ کے اندر طے کیا جاسکتا ہے اور
 میری جگہ پر بات نہیں آتی کہ وہ مجھ سے اب یہ درخواست کیوں کرتے ہیں کہ میں اس چٹھی
 کو پڑھ لوں اور سر جو کھیلے سے اس کی اشاعت کے لئے درخواست کروں۔ میں نے اور نہ کوئی اختیار
 قائم مقام اس مرض کے لئے ان کے پاس روانہ کرنا چاہتا ہوں۔ باوجود پندرنا تھا باسو کے نام
 چٹھی لکھنے کی ابتدا اور دوسری مشر کو کھیلے پر ہے اور اسی طرح اس چٹھی کی اشاعت بھی ان
 ہی پر منحصر ہے یہ سوچنا تو سر جو کھیلے کا کام ہے کہ وہ میرے اور نیز اپنے نزدیک یعنی دونوں
 چٹھیوں کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں تاکہ ان چٹھیوں کی بابت میرا جواب پڑھنے کے
 بعد ایک اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے قائم کر سکے۔

ہانا گاندھی

(تکاملِ بچ کے اس مضمون کا ترجمہ جرنل نے سر اونیٹکا بائی کو لکھنے کی کتاب ہانا گاندھی کے حالات
 زندگی لکھنے کے بعد دوبارہ تحریر فرمایا تھا)۔

سر گاندھی کی زندگی کی سرگرمیاں اب بھی قائم ہیں اور ہر سال کسی نہ کسی وقت نکل
 کی رپورٹ ہے ان کے متعلق نئے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے میں کچھ وقت باقی
 نہ ہوگی کہ سر گاندھی کے سوانح زندگی کیوں اس قدر سبقت آموز و قابلِ تقلید ہیں۔ اگر سر گاندھی
 انگلستان گئے اور برسرِ سر بن کر آئے تو بہت سے ہندوستانی برسرِ ان کی مانند اور بھی ہیں۔
 ان کے باپ کسی دیسی ریاست میں واپس آئے تھے۔ ان کے بچپن سے لے کر آج تک ان کے بچپن
 دیسی ریاستوں کے وزیر رہ چکے ہوں گے۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اگر شری حلیم کے بھائی
 میں راج ہونے کے وقت سے بہت سے ذمہ دار تھے۔ ان کے بھائی نے ان کے بھائیوں سے ڈگریاں دیکر نکلے
 ہیں دنیا کی تاریخ یا جغرافیہ کی حالت کے متعلق پوری معلومات رکھنے یا کسی علمی مضمون کے متعلق کوئی
 معقول رائے دینے کا حق زمانہ سے ہے اور گذشتہ ڈیڑھ صدی کے عرصہ میں کتنے ہی
 ہندوستانیوں نے خود کو بعض پہلوؤں میں اعلیٰ ماہر ثابت کیا ہے۔ اس طرح ہمارے تعلیمی فست

طبقہ نے اپنے مغربی خیالات اور سوسائٹی کی ملز معاشرت وغیرہ پر ایک دلیل منطقی بحث کر کے اپنی
قوت فیصلہ کا ثبوت دیا ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح صرف شائستگی اور صداقت یا قربت کی وجہ
سے ہماری کوششوں کے بار آور ہو سکتی امید کی جاسکتی ہے مگر گاندھی کی زندگی کی کہم
بہت بڑی خصوصیت ہے۔

کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ان کے مذہبی سوشل ڈسکیل و نیز دیگر خیالات کے حامی نہ ہوں گے
ملک ہے کہ بہت سے ایسے بھی ہوں جو ان سے علیت میں زیادہ ہوں۔ مگر شائستگی و چال چلن
کے لحاظ سے مگر گاندھی کی زندگی قابل تقلید ہے۔ ہندو مت فی خواہ وہ ہندو مت ان میں
یا سلطنت برطانیہ کے کسی دوسرے حصہ میں وہ جہجہ نسبتاً ذلت کی فنگ کی بسر کر رہے ہیں۔
یہ حالت کیوں ہو گئی ہے؟ موجودہ اور گزشتہ حالات میں کیا فرق ہے؟ کس وجہ سے
فرق پیدا ہوا؟ یہ سوالات اکثر زیر بحث آچکے ہیں اس لیے میرا ان کے متعلق کچھ نہ کہوں گا
جس طرح ایک محدود معاہدہ کی زندگی سے بہتر چلتا ہے اس طرح ایک قوم کی زندگی کے حالات دیکھنے
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حالت ہمارے یا ہمارے اجداد کے گزشتہ حالات کا نتیجہ ہے اگر
حالت ناقابل اطمینان ہے تو جو لوگ اس میں مبتلا ہیں وہ یقیناً انہما سے متبر ہیں لیکن
اگر کوئی شخص اور خصوصاً وہ جو لیڈری کے لقب سے ملحق ہے تو اگر ان وجوہات پر غور کرے تو بہت
سہجی ہے غور کرے۔ اس کی اصلاح کی کوشش نہ کرے اور ان اصلاحات کو چھٹی جامہ نہ پہناتے
تو یہ تیسرا کہا جاسکتا کہ اس نے اپنا فرض بخوبی انجام دیا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے وہم کیا ہے
ہم اس کے لئے راز خان بنایا ہے۔ دھرم کی ذریعہ سے دنیا کا قیام اور اس کی نشوونما ہے اور
اس قیام و نشوونما کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو خود ایسے کام کرنے چاہئیں اور دوسروں سے کرانے
چاہئیں۔ جن کی وجہ سے موجودہ حالت میں بہتر تبدیلی پیدا ہو جائے اور ان کوششوں کو
اس وقت تک قائم رکھنا چاہیے جب تک کہ ترقی تعلیم کرنے پہنچنے دھرم و شائستگی دونوں سے
یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواہ ہم کسی ملک میں پیدا ہوں اس ملک کا دھرم و سن اس لئے نہیں
ہے کہ ہم کو اور ہمارے بچوں کو کھائے اور ان کو ان میں پیش و عشرت سے زندگی بسر کرنے
سے بلکہ اس سے بہت اعلیٰ کام کے لئے ہم متعلق کئے گئے ہیں اس اعلیٰ کام کی انتہا اتنی بڑی ہے

کامانا کرنا پڑتا ہے اس کو خون از ہری اندر چرخ کشا کر رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ کسی صلاح کو پیش کرنے کی عام خواہش سپرد اور وہ یہ جانتا ہے کہ حکم ہے کہ قانون کی حدود سے قدم باہر نہ نکالے اور اس کے خلاف نہ ہو۔ یہ ہمیشہ شکیات کے دفعہ کی کوئی تجویز نہیں پیش کی جاتی خاموش مقابلہ یا مشرک انداز کے لفظ میں سستہ گرد کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی اس وقت پیدا ہوا جب وہ اپنی شکایات میں مبتلا تھے اور انہوں نے باوجود تکالیف اٹھانے کے شکر کی حالت کے بوجہ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ گو دفعہ کی اس صورت پر ہر حالت میں اور ہر وقت عمل کیا جاسکتا ہے مگر یہ قطعی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ کہاں اس کا استعمال کیا جائے یا اس اتنی ہی کامیابی ہوگی جتنی مشرک انداز کی ہوئی ہے مگر ہر شخص یہ تسلیم کرے گا کہ یہ ایک اعلیٰ طاقت ہے۔ تاکہ ہر شخص بادشاہ کے مقررہ قانون پر عمل نہ کرے ہر ایک قانون میں اس کی غایت دینی کیلئے لگانے کے لئے سزا میں کر دی گئی ہے یہ سزا عام طور پر اس قسم کی ہوتی ہے جراثیم کو ایک حسنا لاتی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیتی ہے ایک اہل حق راستہ مستحق تعاف اور امن کا بہتہ ہوتا ہے اگر یہ خیال ذرا بھی انسان کے دل میں پیدا ہو تب وہ ممکن ہے کہ کوئی خود غرضی کا خیال نہ کرے۔ اس راہ سے وہ گمراہ ہو جائے تو قانون کی سزا کا خوف اس خیال کو دور کر دیتا ہے اور راہ مست پر آتا ہے مگر یہ اوقات اس کے خلاف پڑ نہیں ہوتا ہے اور اگر وہ سپر قانون کی پابندی کی وجہ سے غمگین ہو جائے لیکن اس وقت راستی پسند دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضمیر کے تباہ ہونے کا قانون پر پے یا خدا کے مقرر کردہ اصول انصاف کو نظر انداز کر کے کیا ہے۔ یہی قانون کی سزا کا خوف کرے جو لوگ سچائی اور انصاف کے اصول پر عمل نہ کرتے۔ پناہ فرمائی جکتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ مصنوعی قانون کی پابندی کیا کرنا غلطی ہے مگر اس پر عمل کرنے کیلئے امت کو اتنا مضبور و عقیدہ سچائی و انصاف پر رہنا چاہیے کہ وہ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے یا کسی غلطی کے خواہ اس کا یا جس کے بیون بچوں کا آخر کیا کچھ ہی حشر کیوں نہ ہو۔ ہر وقت ملتا رہے ایسا کرنے کے لئے اخلاق و حرکت۔ ایثار و صداقت اور شرافت کی ضرورت ہے صرف تعظیم سے بے سبب کچھ حاصل نہیں ہو سکتا صرف شرافت خدا کی گنجی یہ چیز ہر زمانہ پر پناہ کر لیتی صرف نہایت سے یہ بات پیدا ہوتی و شمار ہے اس کا دائرہ روحانی قوت پر ہے۔ ہر شخص کے اصولوں و دین میں زمین میں کہنا چاہیے جو یہ سکھاتا ہے کہ روحانی ترقی صرف تربیت و ذات تعلیم سے نہیں حاصل ہو سکتی عیسائے کلمت میں کہا گیا ہے کہ روحانی قوت معبود قدرت ہے۔ احدی تعلیم یا ذات سے نہیں حاصل ہوتی اگر سب کچھ ہے مگر یہ بھی ایک علیٰ مرتبہ نفس و اس پر کچھ بے استقلال ہوتا ہے۔ ہر شخص کا قوت حاصل کر سکتا ہے یہ بات پسے طور پر نہیں دیکھیں چاہئے یہی رچا کتبے و جوں کے خواہز میں

مقررہ آئینہ کی صورت میں قانون کی حدود کا دائرہ مدار انصاف

یہی راستہ تعلیم میں ضروری ہے کہ اس میں مشرک انداز کی کوئی گنجی نہ ہو

